متنازعہ کتاب

الامامت والسیاست

اور ابن قتیبہ

(ایک علمی بحث)

تحریر و تحقیق

ممتاز قریشی

دفاعِ اہلسنت
ردِ رافضیت
sunnilibrary.com

الامامت والسیاست نامی کتاب کیا ابن قتیبہ کی تصنیف ہے؟

المعارف لابن قتیبہ میں جن تصانیف ابن قتیبہ کا تذکرہ ہے ، اُن میں اس نام کی ان کی کوئی تصنیف نہی لکھی گئی، بلکہ المعارف کے مقدمہ میں اس امر کی تردید موجود ہے۔

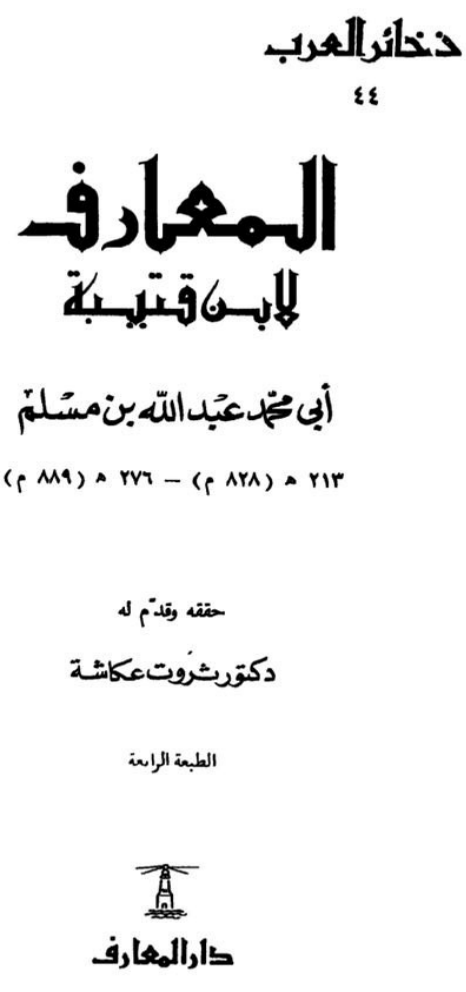

ذخائر العرب

٤٤

المعارف

لابن قتيبة

أبي محمد عبد الله بن مسلم

٢١٣ هـ (٨٢٨ م) — ٢٧٦ هـ (٨٨٩ م)

حققه وقدّم له

دكتور ثروت عكاشة

الطبعة الرابعة

دار المعارف

وما أميلنا إلى أن نأخذ بما سبق فى «المدارك» ، حين تحدث عن أبى جعفر أحمد ، وأنه كان يحفظ مصنفات أبيه ، وعدتها أحد وعشرون مصنفا ، وما هذا العدد بقليل على عالم من العلماء، عُمر مثل ما عمر آبن قتيبة ، لاسيما والمؤلفات من المؤلفات ذات الأجزاء .

بقى بعد هذا كتاب شاعت نسبته إلى آبن قتيبة ، وليس له ، وهو : كتاب الإمامة والسياسة .

والأدلة على بطلان نسبة هذا الكتاب إلى آبن قتيبة كثيرة، منها :

(١) أن الذين ترجموا لآبن قتيبة لم يذكروا هذا الكتاب بين ما ذكروه له . اللهم إلا القاضى أبا عبد الله التوزى المعروف بآبن الشباط . فقد نقل عنه فى الفصل الثانى من الباب الرابع والثلاثين من كتابه «صلة السمط» .

(٢) أن الكتاب يذكر أن مؤلفه كان بدمشق، وآبن قتيبة لم يخرج من بغداد إلا إلى الدينور .

(٣) أن الكتاب يروى عن أبى ليلى، وأبو ليلى كان قاضياً بالكوفة سنة (١٤٨ هـ) أى قبل مولد آبن قتيبة بخمس وستين سنة .

(٤) أن المؤلف نقل خبر فتح الأندلس عن آمرأة شهدته . وفتح الأندلس كان قبل مولد آبن قتيبة بنحو مائة وعشرين سنة .

(٥) أن مؤلف الكتاب يذكر فتح موسى بن نصير لمراكش، مع أن هذه المدينة شيدها يوسف بن تاشفين سلطان المرابطين سنة ٤٥٥ هـ ، وآبن قتيبة توفى سنة (٢٧٦ هـ) .

ابن قتیبہ کی کتاب المعارف جو کہ خود ہی ایک غیر معتبر کتاب ہے اس کے مقدمہ المعارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ص ٥٦ میں لکھا ہے۔

ترجمہ:
باقی رہی یہ بات کہ کتاب "الامامت والسیاست" جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے وہ ہرگز اس کی تصنیف نہیں۔
اور اس بارے میں کہ یہ اس کی تصنیف نہیں بہت سے دلائل ہیں۔
1. جن لوگوں نے ابن قتیبہ کے حالات لکھے، انہوں نے اس کی تصنیفات میں اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا۔
2. کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف دمشق کا رہنے والا تھا، حالانکہ ابن قتیبہ بغداد میں رہائش پذیر تھا اور یہاں سے وہ دینور کے علاوہ کسی اور شہر میں ہرگز نہیں گیا۔
3. کتاب میں ابو لیلی کی روایات درج ہیں۔ ابو لیلی 148 ھجری میں کوفہ کا قاضی تھا یعنی ابن قتیبہ کی پیدائش سے 65 سال قبل۔
4. کتاب کے مصنف نے اندلس کی فتح کا واقعہ ایک عورت کی زبانی بیان کیا ہے جو اس واقعہ میں موجود تھی، اور فتح اندلس 120 سال قبل پیدائش ابن قتیبہ ہوئی تھی۔
5. اس کتاب کے مؤلف نے مراکش کی فتح موسی بن نظیر کے حوالے سے بیان کی ہے۔ حالانکہ مراکش کو یوسف بن تاثقین نے 455 ھجری میں آباد کیا تھا اور ابن قتیبہ کا انتقال 276 ھجری میں ہوچکا تھا۔

آخر "الامامتہ والسیاستہ" کا مصنف کون تھا؟

ابن قطیبہ نے الامامت والسیاست کے نام سے کوئی کتاب نہیں لکھی کسی رافضی نے اسے لکھ کر اسے ابن قطیبہ کی طرف منسوب کردیا۔ فہرست اور رجال کے علماء نے آج تک اس کتاب کو ابن قطیبہ کی کتب میں شامل نہیں کیا بلکہ تحقیق کے بعد اس کتاب کو ابن قطیبہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا شمار کیا ہے۔

صاحب مقدمتہ المعارف نے پانچ مضبوط دلائل سے اس امر کی تردید کی ہے کہ اس کتاب کا مصنف مسلم بن قتیبہ نہیں۔ اب مسلم بن قتیبہ کو اہل سنت کا عالم کہہ کر پھر "الامامتہ والسیاستہ" کو اس کی تصنیف کہنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

اہلسنت کے جن حضرات نے اسماءالرجال پر قلم اٹھایا ان کے نزدیک الامامہ والسیاستہ کے مصنف عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ کذاب اور وضاع ہے اور ایسا آدمی ہے جس کا مسلک ہی متعین نہیں بعض اسے کرامیہ فرقے کے متعلق کہتے ہیں کچھ دوسرے اس کو مشتبہ کہتے ہیں ، ایسے غیر واضح اور کذاب آدمی کی روایت اہل سنت کے ہاں کس طرح قبول ہوسکتی ہے ۔

قال الحاكم اجتمعت الأمة على أن القتيبي كذاب

حاکم نے کہا تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قتیبی کذاب تھا

أن الدارقطني قال كان بن قتيبة يميل إلى التشبيه منحرف عن العترة وكلامه يدل عليه وقال البيهقي كان يرى رأي الكرامية

ابن قتیبہ فرقہ مشبہ کی طرف مائل تھا اہل بیت سے کٹ چکا تھا اور اس کا کلام اس امر پر دلالت کرتا ہے امام بیہقی کہتے ہیں ابن قتیبہ کرامیہ میں سے تھا

وسمعت شيخي العراقي يقول كان بن قتيبة كثير الغلط

میں نے اپنے شیخ علامہ عراقی سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن قتیبہ میں غلطیوں کا انبار ہے

كتاب لسان الميزان - أحمد بن علي بن حجر العسقلاني أبو الفضل شهاب الدين - جلد ٥ - الصفحہ ١١،٩

ثابت ہوا کہ ابن قتیبہ وہ شخص ہے جس کا عقیدہ ہی خالص نہیں پھر اس پر مزید یہ کہ تمام محدثین اور اسماء الرجال کے محققین نے اسے بالاتفاق کذاب کہا ہے اور جس شخص میں اغلاط کی بھرمار ہو اس کی روایت کیسے قابل قبول ہوسکتی ہے

علامہ حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں ابن قتیبہ کی سیرت و تحریر پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

٤٤٦٠ ـ عبد الله بن مسلم بن قُتَيبة، أبو محمد، صاحب التصانيف.

ورأيت في «مرآة الزمان» أن الدارقطني قال: كان ابن قتيبة يميل إلى / [٣:٣٥٨] التشبيه، [منحرف عن العِترة][١]، وكلامه يدلّ عليه.

وقال البيهقي: كان يرى رأي الكَرّامية.

مراہ الزمان میں میں نے دیکھا کہ ابن قتیبہ کے بارے میں دارقطنی کا کہنا ہے کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور اہل بیت سے منحرف تھا، اس پر اس کا کلام بھی دلالت کرتا ہے۔ بیہقی نے اسے کرامیہ کہا ہے۔

وذكر المسعودي في «المُرُوج» أن ابن قتيبة استمدَّ في كتبه من أبي حنيفة الدِّينوري.

مروج میں مسعودی نے کہا کہ اس نے اپنی کتابوں میں ابو حنیفہ دینوری کے مضامین سے مدد لی۔

وسمعت شيخي العراقي يقول: كان ابن قتيبة كثيرَ الغَلَط.

میں نے اپنے شیخ عراقی سے سنا کہ ابن قتیبہ کثیر الغلط تھا۔

ابن قتیبه کی سیرت اور اس کی تحریر پر لسان المیزان میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ابن قتیبه پر شیعه ہونے کا فتوی، اہل بیت سے منحرف ہونے کا الزام ، کرامیه عقائد پر قائم اور ابو حنیفه دینوری جیسے کٹر امامی شیعه کی کتابوں سے استفادہ کرنے والا اور غلطیوں کا پیکر بیان کیا گیا ہے۔

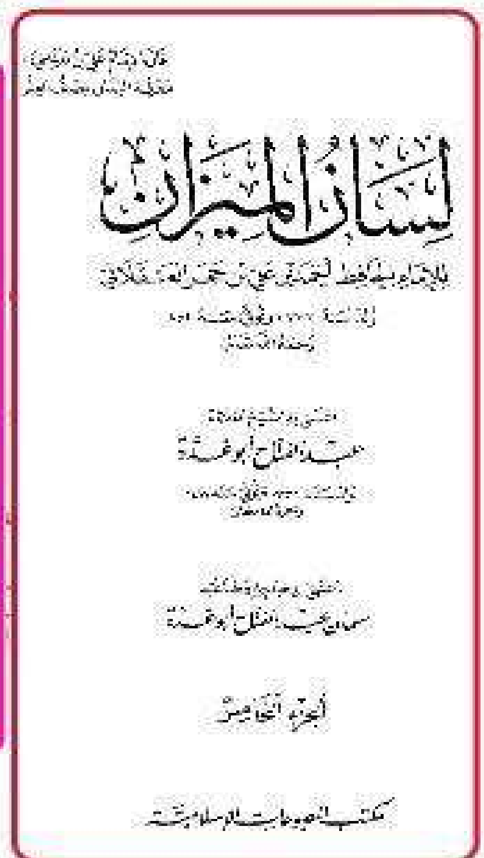

ابن قتیبہ کی طرف منسوب الامامتہ والسیاستہ" اور اس کی دوسری کتاب "المعارف" میں اس شخص نے صحابہ کرام کے خلاف بڑا زہر اگلا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر اس مردود و ملعون نے سرکار دو عالم کی ذات اقدس کو اپنی تحریرات میں نشانہ بنایا ہے۔ ایسے شخص کو کون "معتبر" کہہ سکتا ہے؟؟

ترجمہ:

واقدہ نامی عورت قبیلہ بنی مازن سے تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا عبد مناف کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے ہاشم نے ان سے شادی کرلی۔(یعنی بیٹے نے ماں سے شادی کرلی معاذاللہ ثم معاذ اللہ)

(عکس اگلے صفحہ پر)

ابن قتیبه ملعون کی طرف سے نبی کریم کے آباء اجداد کی شان میں گستاخی

تسمية من خلف

على امرأة أبيه بعده

بــرة — كانت « برّة بنت مُرّ » ، أخت : تميم بن مُرّ ، تحت : خُزيمة ابن مُدركة بن اليـاس بن مُضر ، فخلف عليهـا ابنُه : كنانة بن خُزيمة ، فولدت له : النّضر بن كنانة ، وغيره من ولده، إلا : عبد مناة بن كنانة .

ناجية — وكانت ناجية بنت جَرم بن رَبّان، من قُضاعة، تحت سامَة بن لُؤيّ، فولدت له : غالبَ بن سامة، ثم هلك عنها، فخلف عليها : ابنُه : الحارثُ بن سامة .

واقدة — وكانت « واقدة » من : بني مازن بن صعصعة، عند : عَبد مَناف، فولدت له : نَوفَلا ، وأبا عمـرو . فهلك عنهـا ، وخلف عليهـا : ابنُه : هاشم ابن عبد مناف ، فولدت له : خالدة، وضَعيفة .

ترجمہ: واقدہ نامی عورت قبیلہ بنی مازن سے تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا عبد مناف کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے ہاشم نے ان سے شادی کرلی۔(یعنی بیٹے نے ماں سے شادی کرلی معاذاللہ ثم معاذ اللہ)

المعارف لابن قتيبة

أبي محمد عبد الله بن مسلم

٢١٣ هـ (٨٢٨ م) — ٢٧٦ هـ (٨٨٩ م)

بغض صحابہ کرام تو اہل تشیع کا خاص وطیرہ ہے ، لیکن اس خبیث اور گندی زبان والے نے جن کا کلمہ پڑھا ان کے آباء و اجداد کو بھی معاف نہیں کیا، اور کمال ڈھٹائی اور بے حیائی سے بلا سند اور بے اصل روایات کو نقل کیا، ہم اسے سنی کس طرح تسلیم کریں۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم کے آباء اجداد حضرت آدم سے حضرت عبداللہ تمام کہ تمام طیب و طاہر ہیں۔

شیعہ عالم سید وحید کاظمی صاحب نے ان دلائل کا رد کرنے کی کئی بار کوشش کی ، ان کی طرف سے کیا گیا علمی رد پیش کیا جاتا ہے۔

محدث ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ کے بارے میں اہل سنت کے اعتراضات پے مبنی تحریر کا دندان شکن جواب)۔

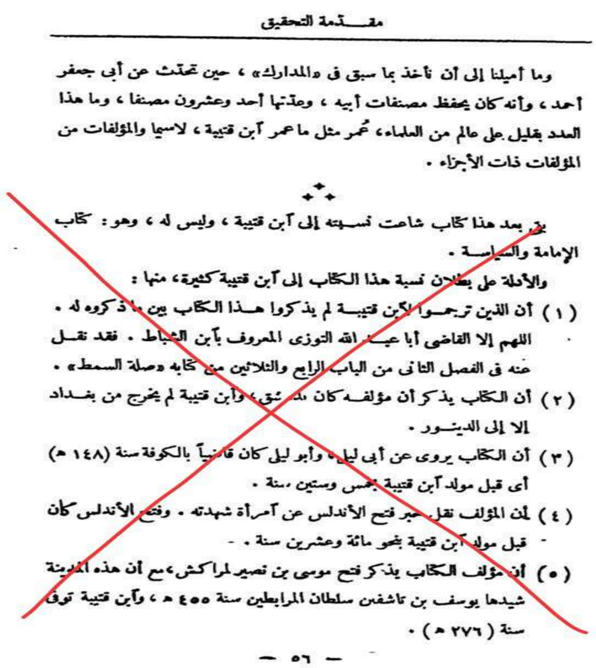

مقدمة التحقيق

وما أميلنا إلى أن نأخذ بما سبق فى «المدارك» ، حين تحدث عن أبى جعفر أحمد ، وأنه كان يحفظ مصنفات أبيه ، وعدتها أحد وعشرون مصنفا ، وما هذا العدد بقليل على عالم من العلماء، عُمر مثل ما عمر ابن قتيبة ، لاسيما والمؤلفات من المؤلفات ذات الأجزاء .

بقى بعد هذا كتاب شاعت نسبته إلى ابن قتيبة ، وليس له ، وهو : كتاب الإمامة والسياسة .

والأدلة على بطلان نسبة هذا الكتاب إلى ابن قتيبة كثيرة، منها :

(١) أن الذين ترجموا لابن قتيبة لم يذكروا هذا الكتاب بين ما ذكروه له . اللهم إلا القاضى أبا عبد الله التوزى المعروف بابن الشباط . فقد نقل عنه فى الفصل الثانى من الباب الرابع والثلاثين من كتابه «صلة السمط» .

(٢) أن الكتاب يذكر أن مؤلفه كان بدمشق، وابن قتيبة لم يخرج من بغداد الا إلى الدينور .

(٣) أن الكتاب يروى عن أبى ليلى، وأبو ليلى كان قاضياً بالكوفة سنة (١٤٨ هـ) أى قبل مولد ابن قتيبة بخمس وستين سنة .

(٤) أن المؤلف نقل خبر فتح الأندلس عن امرأة شهدته . وفتح الأندلس كان قبل مولد ابن قتيبة بنحو مائة وعشرين سنة .

(٥) أن مؤلف الكتاب يذكر فتح موسى بن نصير لمراكش، مع أن هذه المدينة شيدها يوسف بن تاشفين سلطان المرابطين سنة ٤٥٥ هـ ، وابن قتيبة توفى سنة (٢٧٦ هـ) .

— ٥٦ —

یہ بات کہ کتاب "الامامت والسیاست" جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے وہ ہرگز اس کی تصنیف نہیں۔

اور اس بارے میں کہ یہ اس کی تصنیف نہیں بہت سے دلائل ہیں۔

1. جن لوگوں نے ابن قتیبہ کے حالات لکھے، انہوں نے اس کی تصنیفات میں اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا۔

جواب:

کسی معتبر اہل سنت عالم نے "الامامت و السیاست"کتاب کو محدث ابن قتیبہ کی تصنیف ہونے سے انکار نہیں کیا معتبر علماء و محدثین کا اقرار کے "الامامت و السیاست" ابن قتیبہ کی تصنیف ہیں:

(1)محدث نجم الدین فہد مکی:

"قال ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ فی کتاب الامامت و السیاست"

(اتحاف الوری جلد2صفحہ118)۔

(2)علامہ خیرالدین زرکلی۔

"عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدنیوری(ابو مسلم).....من تصانیفہ الکثیرہ:الامامت و السیاست"

(کتاب الاعلام جلد4 صفحہ297 طبع بیروت)۔

(3)محقق عمر رضا کحالہ۔

"عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدنیوری ابو محمد،من آئمۃ الادب،و من المصنفین المکثرین:الامامت و السیاست"

(اعلام المولفین جلد2صفحہ137)۔

(4)علامہ شبلی نعمانی۔

"میں اس موقعہ پر بعض نادر اور نایاب کتابوں کا نام درج کرتا ہوں جو اس کتب خانہ(خدیویہ) میں موجود ہیں:الامامت و السیاست لابن قتیبہ"

(سفرنامہ روم و مصر و شام صفحہ114)۔

ان معتبر علماء اہل سنت کے اقرار کے بعد اہل سنت حضرات کا جھوٹ سب کے سامنے آ جاتا ہے کہ "الامامت و السیاست محدث ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس کی طرف منسوب ہے"۔حالانکہ کسی بھی معتبر سعودی یا مصری عالم نے اس کتاب کو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہونا تسلیم نہیں کیا۔اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ "جن لوگوں نے اس کے حالات لکھے ہے انہوں نے اس کی تصنیفات میں اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا" اہل سنت کی دجالیت پر مبنی ہے کیونکہ جن علماء نے ابن قتیبہ کی کتب لکھتے ہوئے "الامامت و السیاست" کا ذکر نہیں کیا انہوں نے کتب تحریر کر کے آگے "وغیرہ" کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ اس بات کی نشاندہی کے لیے ہیں کہ ان کتب کے علاوہ بھی ابن قتیبہ کی تصنیفات ہے،تمام علماء عامہ مانتے ہیں کہ امام سیوطی کی لکھی گئی کتب کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے جب کے ماہرین رجال نے چند کتب کے نام لکھنے پے اکتفاء کیا ہیں تو کیا کہاں جا سکتا ہے امام سیوطی کی باقیہ کتب ان کی تصنیف میں سے نہیں ہے!۔

محدث عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ ماہرین رجال کے نزدیک :

(1)امام خطیب بغدادی۔

قال الخطیب:کان ثقة دینا فاضلا۔

"کہ محدث ابوبکر الخطیب کہتے ہیں کہ ابن قتیبہ ثقہ،دین پرست اور فاضل ہے"

(میزان الاعتدال ج2 صفحہ503)۔

(2)امام ذہبی۔

"عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ،ابومحمد,صاحب التصانیف۔صدوق"

"کہ ابن قتیبہ جو کہ صاحب تصانیف ہیں صدوق ہے"

(میزان الاعتدال ج2 صفحہ503)۔

(3)امام ابو عبداللہ یافعی مکی۔

"کان فاضلا ثقة و لہ تصانیف کلھا مفیدة"

"کہ ابن قتیبہ فاضل اور ثقہ عالم ہے اور اس کی تمام تصانیف علمی فوائد سے مربوز ہے"

(مراة الجنان ج2 صفحہ132 طبع بیروت)۔

(4)امام ابن خلقان-

"کان فاضلا ثقة"

"ابن قتیبہ فاضل اور ثقہ عالم دین ہے"

(دفیات الاعیان حالات ابن قتیبہ)۔

علماء و محدثین برصغیر کے نزدیک ابن قتیبہ کی شخصیت:

(1)شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی-

"عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کہ در اہل سنت معدود میشود و کتاب المعارف در اصل تصانیف ہمین اخیر است"

"عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ اہل سنت کا نامی گرامی سرمایہ ہے اور کتاب المعارف در اصل اسی کی کتاب ہے"

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ40 طبع دہلی)۔

(2)علامہ محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی۔

"کان فاضلا ثقة و تصانیف کلھا مفیدہ"

"کہ ابن قتیبہ فاضل اور قابل اعتماد ثقہ عالم ہے اور اس کی کل تصانیف علمی فوائد سے مربوز ہے"

(تاج المکلل صفحہ47 طبع قطر)۔

(3)علامہ شبلی نعمانی۔

"عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ المتولد213ھ و المتوفی 276ھ یہ نہایت نامور اور مستند مصنف ہے۔محدثین بھی اس کے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں۔تاریخ میں اس کی مشہور کتاب "المعارف" ہے جو مصر وغیرہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔یہ کتاب اگر چہ نہایت مختصر ہے،لیکن اس میں ایسی مفید معلومات ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ملتیں"

(الفاروق صفحہ16 طبع تاج کمپنی لاہور)۔

آخر میں شیعہ دشمن محدث اہل سنت امام کعبہ ابن حجر مکی کا اظہار حقیقت:

"و مع تآلیف صدرت من بعض المحدثین کابن قتیبہ مع جلالۃ القاضیۃ بانہ کان ینبغی لہ ان لا یذکر تلک الظواہر"

"اور ہمارے علماء کی تالیفات میں ہمارے بعض محدثین جیسا کہ ابن قتیبہ باوجود کہ اس کی بزرگی و شان میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں،صحابہ کے بارے ایسی باتیں صادر ہوئی ہے جو کہ نہ ہونی چاہئیں تھی"

(تطہیر الجنان صفحہ43 طبع ملتان)۔

محدث ابن حجر مکی کا افسوس بتا رہا ہے کہ وہ ابن قتیبہ کی کتاب "الامامت و السیاست" کے بارے ہی گفتگو کر رہے ہیں کیونکہ صحابہ کے بارے اہم راز اسی کتاب میں موجود ہے جیسا کہ تطہیر الجنان کے حاشیہ لکھنے والے استاذ جامعہ الازہر عبدالوھاب عبداللطیف مصری نے بھی صفحہ44 میں ابن حجر مکی کی مراد اس کلام سے "الامامت و السیاست"کو لیا ہے۔اس کلام کے باوجود امام ابن حجر مکی "الامامت و السیاست" کو کتاب ابن قتیبہ ہونے سے خارج نہیں کیا بلکہ "بعض المحدثین" کے الفاظ سے ابن قتیبہ کے علاوہ اور محدثین اہل سنت کی کتب کی طرف اشارہ کیا ہیں۔فقط "باب احراق سیدہ فاطمہؑ" کے واقعہ کی وجہ سے "الامامت و السیاست" کا

انکار کرنا اہل سنت حضرات کی کم ظرفی ہے کیونکہ محدث ابن قتیبہ سے پہلے اس واقعہ کو امام بخاری کے استاد امام المحدثین ابن ابی شیبہ نے اپنی احادیث پر مشتمل مایہ ناز کتاب "المصنف" میں درج کیا ہے۔
اور یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت نے"باب احراق فاطمہؑ" جیسے حقائق اور مشاجرات صحابہ پر مشتمل واقعات پر سکوت کا فتوی دیا ہے کیونکہ ان کے بیان سے ان کے پیر و مرشد حضرات کے ایمان کے پلے کچھ نہیں بچتا۔

2. کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف دمشق کا رہنے والا تھا، حالانکہ ابن قتیبہ بغداد میں رہائش پذیر تھا اور یہاں سے وہ دینور کے علاوہ کسی اور شہر میں ہرگز نہیں گیا۔

جواب:

معترض نے فقط کلامی دعوی کیا ہے اور ثبوت ندارد بس اپنے اعتراضات کی گردان کو طول دینے کے لیے اس بے تکے اعتراض کا سہارا لیا حالانکہ بہت سارے علماء نے دمشق کے متعلق اپنی کتب میں اخبار نقل کی ہے جب کے ان علماء نے زندگی بھر دمشق کا سفر نہیں کیا تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ ایسی کتب بھی ناقابل اعتبار ہے؟
بغداد چونکہ اس زمانہ میں تجارتی اور علمی مرکز تھا تو عین ممکن ہے کہ دمشق کے معتبر علماء ابن قتیبہ سے استفادہ کے لیے آتے ہو اور ابن قتیبہ نے ان علماء سے دمشق کے متعلق ثقہ معلومات لے کر اپنی کتاب میں تحریر کردی۔

3. کتاب میں ابو لیلی کی روایات درج ہیں۔ ابو لیلی 148 ھجری میں کوفہ کا قاضی تھا یعنی ابن قتیبہ کی پیدائش سے 65 سال قبل۔

جواب:

اس اعتراض کی کوئی علمی حثییت نہیں کیوں کہ محدثین کا معمول ہے کہ وہ کتاب میں اختصار کی خاطر اسناد کو ترک کر دیتے ہے فقط مرکزی راوی کے قول پے اکتفاء کرتے ہے بلکل یہاں بھی ابن قتیبہ نے یہی طریقہ کار اپنایا۔

4. کتاب کے مصنف نے اندلس کی فتح کا واقعہ ایک عورت کی زبانی بیان کیا ہے جو اس واقعہ میں موجود تھی، اور فتح اندلس 120 سال قبل پیدائش ابن قتیبہ ہوئی تھی۔

جواب:

"الامامت و السیاست" چوں کہ تاریخ کی کتاب ہے اور مورخ عموما اسناد کو حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ تاریخ کامل،تاریخ مسعودی،تاریخ یعقوبی،تاریخ ابو الفداء اور تاریخ ابن کثیر وغیرہ کتب تاریخ، یہ اعتراض بھی گزشتہ اعتراض کے ساتھ ملتا جلتا ہے ابن قتیبہ نے فقط اختصار کی خاطر سلسلہ اسناد کو حذف کیا ہے اور اندلس کی فتح کا واقعہ اس روایت کی مرکزی راویہ اس عورت سے نقل کیا ہیں جو کہ فتح اندلس کے موقعہ پر موجود تھی۔معترض کا یہ جملہ کہ "ایک عورت کی زبانی بیان کیا ہے" قابل غور ہے معترض کو معلوم ہونا چاہئے کہ عورت بڑا بڑا کچھ کر سکتی ہے تاریخ اسلام گواہ ہے کہ عورت تو جنگ کے لیے میدان میں قائد لشکر بن کے آ گئی تھی۔اسلام کے بڑے بڑے اہم واقعات تو بچوں سے روایت ہوئے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں غزوہ احد کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے جب کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی عمر اس وقت چھ سال تھی،اور تو اور معراج کا واقعہ تو حضرت عائشہ سے مروی

ہے جب کہ حضرت عائشہ معراج کہ وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھی(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری)۔

5. اس کتاب کے مؤلف نے مراکش کی فتح موسی بن نظیر کے حوالے سے بیان کی ہے۔ حالانکہ مراکش کو یوسف بن تاثقین نے 455 ھجری میں آباد کیا تھا اور ابن قتیبہ کا انتقال 276 ھجری میں ہوچکا تھا۔

جواب:

ایک علاقے کا دو بار فتح ہونا ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ مراکش ایک بار موسی بن نظیر کے ہاتھوں فتح ہوا ہو اور دوسری بار 455ء کو یوسف بن تاثقین کے ہاتھوں،اس میں تعجب کی کونسی بات ہے جب کہ سندھ پہلی بار حضرت علیؑ کے دور میں حارث بن مرہ العبدی کے ہاتھوں فتح ہوا(فتوح البلدان اردو صفحہ613 محدث بلاذری،تاریخ سندھ علامہ ابو المظفر ندوی) اور دوسری بار بقول اہل سنت کے حجاج بن یوسف کے بھتیجے محمد بن قاسم نے فتح کیا۔
بالکل اسی طرح قسطنطنیہ کا دو بار فتح ہونا کتب اہل سنت میں موجود ہے پہلی بار حضرت عثمان کے دور میں(تاریخ الخلفاءسیوطی) اور دوسری بار لخت جگر ہندہ معاویہ کے دور میں۔
نوٹ:اگر ایسے ہی ہر کتاب پر بے تکے اعتراضات کی بوچھار کر دی جائیں تو اہل سنت کی کسی کتاب کے پلے کچھ نہیں بچے گا۔
عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

(تحریر:سید وحید حیدر کاظمی)

شیعہ عالم کے اس جواب پر ان کی خدمت میں مزید کچھ دلائل پیش کئے گئے۔

ابن قتیبہ کی طرف منسوب بدنام زمانہ کتاب الامامت والسیاست

الإمامته والسياسته ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس پر اضافی دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ یہ کتاب "الإمامته والسياسته " پہلی بار 1297 ھ مصر میں چھپی اور اس کے سرورق پر مصنف کا نام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (م 272ھ) لکھا گیا ہے۔ لیکن کوئی نہیں جانتا کہ ابن قتیبہ اگر 272 یا کچھ کتب کے مطابق 276ھ میں وفات پا گئے تو یہ کتاب ان کے سو سال بعد کیوں اور کیسے منظر عام پر آئی اور اس پورے عرصہ میں یہ کتاب کس کے پاس رہی؟

2۔ ابن قتیبہ کی شخصیت اسماء الرجال کی روشنی میں متنازعہ شخصیت ہے کیونکہ ان کے بارے میں مختلف علماء کی مختلف آراء ہیں۔

امام حاکم نے ابن قتیبہ کو واضح الفاظ میں کذاب کہا ہے۔
- لسان المیزان ج 3 ص 357
- میزان الاعتدال ج 2 ص 503

مراہ الزمان میں ابن قتیبہ کے بارے میں دارقطنی نے لکھا ہے کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور امام بیہقی نے اسے کرامیہ کہا ہے۔اس لئے ابن قتیبہ کو اہل سنت معتبر عالم کہنا درست نہیں ہوگا۔

3۔ قاضی ابو بکر بن العربی نے ابن قتیبہ کو اس کتاب "الإمامته والسیاسته" کی وجہ سے "جاہل" کا خطاب دیا ہے۔ اسی کتاب العواصم من القواصم میں علامہ ابوبکر العربی نے "الامامت والسیاست" کو یقین سے ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں کہا بلکہ لکھا ہے کہ

"ان صح عنہ جمیع مافیہ"

اگر جو کچھ کتاب (الامامت والسیاست) میں ہے اس کی نسبت ابن قتیبہ کی طرف صحیح ہے ۔

(العواصم من القواصم)

(عکس اگلے صفحہ پر)

عنهم ، وخروج مقاصدهم عن الدين إلى الدنيا ، وعن الحق إلى الهوى . فإذا قاطعتم أهل الباطل واقتصرتم على رواية العدول ، سلمتم من هذه الحبائل ، ولم تطووا كشحا على هذه الغوائل . ومن أشد شيء على الناس جاهل عاقل (٤٩١) ، أو مبتدع محتال . فأما الجاهل فهو ابن قتيبة ، فلم يبق ولم يذر للصحابة رسما فى كتاب (الامامة والسياسة) إن صح عنه جميع ما فيه (٤٩٢) وكالمبرد فى كتابه الأدبى (٤٩٣) . وأين عقله من عقل ثعلب الامام

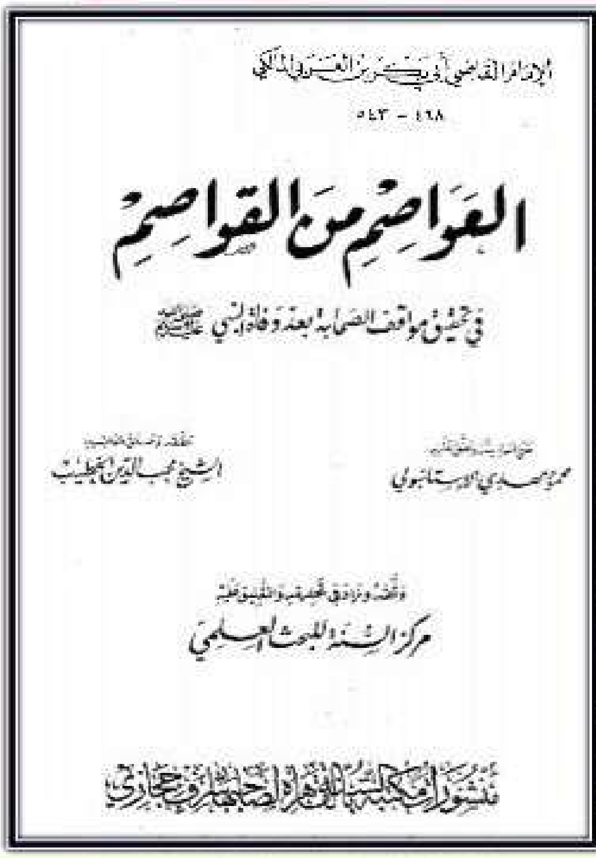

علامه ابوبکر العربی نے
الامامت والسیاست کو
یقین سے ابن قتیبه کی
تصنیف نہیں کہا بلکه لکھا
ہے که "ان صح عنه جمیع
مافیه"
اگر جو کچھ کتاب
(الامامت والسیاست) میں
ہے اس کی نسبت ابن قتیبه
کی طرف صحیح ہے۔

وآله وسلم والذى صدق به ابو بكر
رضى الله عنهم جميعاً . [م]

قاضی ابو بکر بن العربی نے اپنی کتاب "العواصم من القواصم" میں ابن قتیبه کو الامامت والسیاست" کی وجه سے جاہل کا خطاب دیا ہے۔

(٤٩٢) لم يصح عنه شيء مما فيه . ولو صحت نسبة هذا الكتاب للامام الحجة الثبت أبى محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة لكان كما قال عنه ابن العربى ، لأن كتاب الامامة والسياسة مشحون بالجهل والغباوة والركة

والكذب والتزوير . ولما نشرت لابن قتيبة كتاب (الميسر والقداح) قبل اكثر من ربع قرن ، وصدرته بترجمة حافلة له ، وسميت مؤلفاته ، ذكرت (فى ص ٢٦ ــ ٢٧) مآخذ العلماء على كتاب الامامة والسياسة ، وبراهينهم على انه ليس لابن قتيبة . وازيد الآن على ما ذكرته فى (الميسر والقداح) أن مؤلف الامامة والسياسة يروى كثيرا عن اثنين من كبار علماء مصر وابن قتيبة لم يدخل مصر ولا اخذ عن هذين العالمين ، فدل ذلك كله على أن الكتاب مدسوس عليه . [خ]

4. حضرت علامہ محمود البغدادی آلوسی اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ

"کذب لا اصل لہ وھو مفتریات ابن قیتبہ وابن اعثم الکوفی والسمساطی وکانوا مشہورین بالکذب والافتراء"

یعنی یہ روایت بے سروپا کذب وافترا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن قیتبہ، ابن اعثم الکوفی اور سمساطی کی گھڑی ہوئی روایتوں میں سے ہے اور یہ لوگ جھوٹ اور افترا پردازی میں مشہور تھے۔

(تفسیر روح المعانی ج سورۃ احزاب ص 11)

(عکس اگلے صفحہ پر)

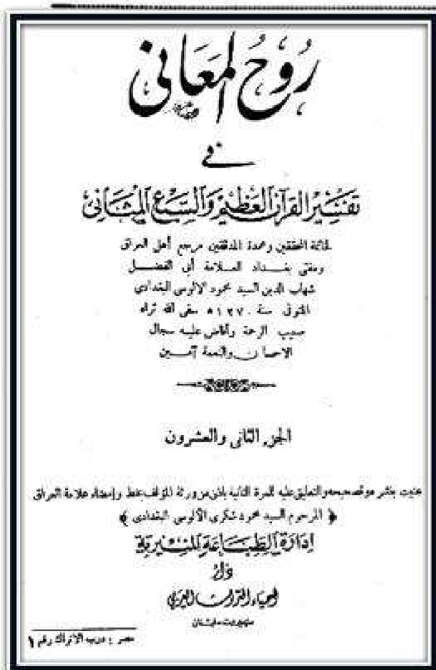
روح المعاني
في
تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني
لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين
الجزء الثاني والعشرون
عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية بإذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الآلوسي البغدادي ﴾
إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

(وقرن في بيوتكن) بكت حتى تبل خمارها وما ذاك الا لأن قراءتها تذ
المسلمين ، وهذا كما أن الأمير كرم الله تعالى وجهه أحزنه ذلك ، فقد صح
على من مع أم المؤمنين وقتل من قتل من الجمعين طاف في مقتل القتلى
ياليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا ، وليس بكاؤها عند قراءة الآية ا
نسيتها يوم خرجت كما توهم ، وقال في ذلك مستهزئا كاظم الازدي البغد
قصيدة طويلة كفر بعدة مواضع فيها :

حفظت أربعين ألف حديث ومن الذكر

نعم قد ينضم لما ذكرناه في سبب البكاء أن النبي صلى الله تعالى عليه و
عائشة : «كأني باحدا كن تنبحها كلاب الحوأب » وفي بعض الروايات
«فاياك أن تكوني ياحميراء» ولم تكن سألت قبل المسير عن الحوأب هل
في أثناء المسير كلاب عند ماء فقالت لمحمد بن طلحة : ما اسم هذا الماء ؟ فقا
وذكرت الحديث واهتمت عن المسير وقصدت الرجوع فلم يوافق
شهد مروان بن الحكم مع نحو من ثمانين رجلا من دهاقين تلك الناحية بان هذا الماء ماء آخر وليس هو حوأبا
فمضت لشأنها بسبب ذلك وتعذر الرجوع ووقوع الامر ، فكأنها رضي الله تعالى عنها رأت سكوتها عن السؤال
وتحقيق الحال قبل المسير تقصيراً منها وذنبا بالنسبة إلى مقامها فبكت له . ولما تقدم وما زعمته الشيعة من
أنها رضي الله تعالى عنها كانت هي التي تحرض الناس على قتل عثمان وتقول : اقتلوا نعثلا فقد فجر تشبهه
بيهودي يدعى نعثلا حتى إذا قتل وبايع الناس عليا قالت : ما أبالي أن تقع السماء على الأرض قتل والله مظلوما
وأنا طالبة بدمه فذكرها عبيد بما كانت تقول فقالت : قد والله قلت وقال الناس فانشد

فمنك البداء ومنك الغير ومنك الرياح ومنك المطر
وأنت أمرت بقتل الامام وقلت لنا إنه قد فجر

كذب لا أصل له وهو من مفتريات ابن قتيبة . وابن أعثم الكوفي . والسمساطي وكانوا مشهورين بالكذب
والافتراء ، ومثل ذلك في الكذب زعمهم أنها رضي الله تعالى عنها ماخرجت وسارت إلى البصرة الا لبغض
علي كرم الله تعالى وجهه فانها لم تزل تروي مناقبه وفضائله ، ومن ذلك مارواه الديلمي أنها قالت : «قال رسول
الله ﷺ حب علي عبادة » وقالت بعد وقوع ماوقع : والله لم يكن بيني وبين علي الا مايكون بين المرأة واحمائها ،
وقد
نساء أ
الاحنف
فأبت
حداد
لما رو
عبد بن

یہ روایت بے سروپا کذب وافترا ہے۔ اس کی کوئی
اصل نہیں۔ یہ ابن قیتبہ، ابن اعثم الکوفی اور
سمساطی کی گھڑی ہوئی روایتوں میں سے ہے اور
یہ لوگ جھوٹ اور افترا پردازی میں مشہور تھے۔

5. حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے ”تحفہ اثنا عشریہ میں جگہ جگہ ابن قتیبہ کا نام شیعہ مورخ کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔

6. ابن قتیبہ کی تصانیف کی فہرست میں اس کتاب کا کہیں نام نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو ۔ ابن خلکان ،لسان المیران، تاریخ بغداد، شذرات الذہب ، ابغیته الوعاۃ وغیرہم۔

7. کچھ علمی حلقوں کے مطابق ابن قتیبہ ایک ادیب اور فاضل شخص تھے اور فنون ادب میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ ادب میں "ادب الکاتب” ان کی ایسی کتاب ہے جو علامہ ابن خلدون کے شیوخ کی بناء پر علم و ادب کے اصول و ارکان میں سے ایک ہے۔(مقدمہ ص486) اسی وجہ سے ابن قتیبہ کی کتب میں ادبی چاشنی ، عبارت کی حلاوت و دل کشی اور وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک ادیب اور ماہر علم کی کتاب میں ہونی چاہئیں۔ مثال کے طور پر غریب القرآن غریب الحدیث، تاویل مختلف الحدیث وغیرہ کی عبارتیں ان کے ادبی ذوق کی بین مثالیں ہیں اور ادب الکاتب کی عبارات ادبی ذہنیت کی غمازی کرتی ہے، لیکن کتاب ”الإمامته والسیاسته” کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف علم و ادب میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتا۔ اگر ہم اس کتاب کے غلط واقعات اور فضول روایات سے قطع نظر صرف اس کے ادبی معیار ہی کو دیکھ لیں تو ذوق سلیم فیصلہ کرے گا کہ یہ کتاب ابن قتیبہ جیسے قادر الکلام شخص کی نہیں ہوسکتی۔

8. ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ جو واقعات کتاب “الإمامته والسیاسته" میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں ان کا اجمالی تذکرہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "المعارف" میں کیا

ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مصنف کے تفصیل و اجمال میں نفس اور روح واقعہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور مفصل تذکرہ میں جو جو چیزیں اہم اور واقعہ کی جان ہوتی ہیں، خلاصہ بیان کرتے وقت یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی جزو رہ نہ جائے تاکہ حقیقت حال سمجھنے میں کوئی اشتباہ واقعہ نہ ہو مگر ان دونوں کتابوں کے مطالعے سے ایک معمولی قاری بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کتاب ”الإمامته
والسیاسته” میں جن مباحث مثلا مشاجرات صحابہ اور بنو امیہ کے مظالم و مثالب کو خاص اہمیت دی گئی ہے "المعارف" میں اس کے متعلق کچھ ذکر ہی نہیں۔
مثال کے طور پر ”الإمامته والسیاسته” میں سیدنا علی کی سیدنا ابو بکر سے بیعت جبری اور ظالمانہ رنگ میں پیش کی گئی ہے اور کتاب کی جلد اول کے صفحہ 11 سے 16 تک صفحات میں اس بیعت کو جبری ثابت کرنے کے لیے عجیب و غریب قسم کی روایت نقل کی ہیں جن کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد کسی شخص کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اور حضرات صحابہ کے متعلق بد ظنی پیدا ہو جاتی ہے لیکن اسی بیعت کا تذکرہ جب ابن قتیبہ اپنی دوسری کتاب "المعارف" میں کرتے ہیں تو اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں تھا۔ ("المعارف") "الإمامته والسیاسته " جلد اول، ص 30 سے 43 میں واقعات کو جس طرز و انداز میں بیان کیا گیا ہے اس طرز و انداز کے بالکل مغائر “المعارف “ ص 65 پر واقعات کو پیش کیا گیا ہے۔ ایسے ہی اور بہت سے مقامات ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

9۔ اگر کسی شخص نے الامامت والسیاست کو ابن قتیہ کی کتاب مانا بھی تو اس نے اس بات کو ضرور تسلیم کیا ہے کہ اس میں اکثر روایات الحاقی اور جعلی ہیں اور ان لوگوں نے صاف لکھا ہے کہ اس میں بعض روایات ایسی ہیں جو ابن قتیبہ کے علم اور دوسری تصنیفات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ مثال کے طور پر علامہ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"ابن قتیبہ تو بلاشبہ ایک محقق شخص تھے لیکن ان کی جس تصنیف کا حوالہ شیعہ عالم نے دیا ہے اس میں بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو عقلآ قابل قبول نہیں ہیں۔ خصوصا حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی سیرت کا جو نقشہ انہوں نے نبی کریم کے وصال کے بعد کا کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر اسے مان لیا جائے تو ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں عقیدت تو در کنار اچھی رائے برقرار رکھنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی چیزیں دیکھ کر بعض اہل علم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ کتاب یا تو ابن قتیبہ کی ہے ہی نہیں یا کم از کم اس میں بعض چیزیں ضرور الحاقی ہیں۔

(رسائل و مسائل جلد 3 ص 1280)

(عکس اگلے صفحہ پر)

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

رسائل ومسائل

سوم

...ان شاء اللہ درج نہ کروں گا۔

(ترجمان القرآن، ربیع الاوّل ۷۶ ۱۳ھ، نومبر ۱۹۵۶ء)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاطمہؓ کی باہمی رنجیدگی:

سوال: ایک شیعہ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ، حضرت صدیق اکبرؓ سے تادم مرگ ناراض رہیں اور انہیں بدعا دیتی رہیں۔ انہوں نے اس امر کے ثبوت میں الامامۃ والسیاستہ کے حوالے دیے ہیں جو ابن قتیبہ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابن قتیبہ کو سنی علماء مستند مانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مولانا شبلی کی الفاروق میں سے ایک عبارت دکھائی ہے جس میں اس مصنف کو نام ور اور قابل اعتماد قرار دیا گیا ہے۔ نیز شیعہ عالم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے بھی اپنے رسالہ ''اسلامی دستور کی تدوین'' میں الامامۃ والسیاستہ میں سے ایک خط نقل کیا ہے جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے حضرت عائشہؓ کو لکھا تھا۔ براہِ کرم حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کی حقیقت واضح کریں۔ نیز اس امر سے بھی مطلع کریں کہ ابن قتیبہ کی کتاب کا علمی پایہ کیا ہے اور وہ کس حد تک قابل اعتبار ہے؟

جواب: ابن قتیبہ تو بلاشبہ ایک محقق شخص تھے، لیکن ان کی جس تصنیف کا حوالہ شیعہ عالم نے دیا ہے، اس میں بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو عقلاً قابل قبول نہیں ہیں۔ خصوصاً حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی سیرت کا جو نقشہ انہوں نے نبیؐ کے وصال کے بعد کا کھینچا ہے، وہ ایسا ہے کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں عقیدت تو درکنار، اچھی رائے کا برقرار رہنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۲ کا مضمون آپ خود ملاحظہ فرمالیجیے اور خود ہی رائے قائم کیجیے کہ آیا ایسی روایات قابل قبول ہو سکتی ہیں۔ قبول کرنا تو ایک طرف، میں تو اسے اس قابل بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اسے نقل کر کے آپ کے سامنے پیش کروں۔ اسی طرح کی چیزیں دیکھ کر بعض اہل علم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ کتاب یا تو ابن قتیبہ کی ہے ہی نہیں یا کم از کم اس میں

بعض چیزیں ضرور الحاقی ہیں۔ میں نے جس خط کا حوالہ دیا ہے، وہ ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں بھی نقل کیا ہے۔ اس لیے میرا انحصار صرف الامامۃ والسیاستہ پر نہیں ہے۔

10. کتاب "الإمامته والسیاست" کی اکثر روایات شیعہ مذہب کی تائید میں ہیں اور ایک عام آدمی بھی اس کتاب کے سرسری مطالعہ سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتاب کسی ایسے مصنف کی ہے جو شیعہ فکر کا حامل ہے حالانکہ ابن قتیبه کی دوسری کتاب تاویل مختلف الحدیث کے مطابق وہ شیعہ کے سخت مخالف ہیں اور ان کو باطل فرقوں میں شمار کرتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو تاویل مختلف الحدیث"ص81-87 ص 93)

11. مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں

"بقول ابن قتیبہ المتوفی 276 ھ - (اگر وہ کتاب الامامتہ کا مصنف ہے)

(حیات امام مالک 61)

(عکس اگلے صفحہ پر)

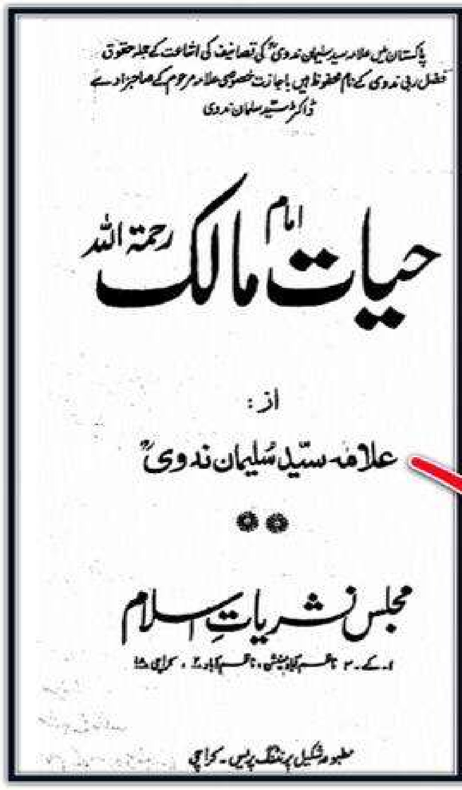
پاکستان میں علامہ سید سلیمان ندوی کی تصانیف کی اشاعت کے جملہ حقوق
فضل ربی ندوی کے نام محفوظ ہیں، باجازت خصوصی علامہ مرحوم کے صاحبزادے
ڈاکٹر سید سلمان ندوی

حیات امام مالک رحمۃ اللہ

از:

علامہ سید سلیمان ندوی

مجلس نشریات اسلام

ا۔ کے۔ ۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد، کراچی

مطبوعہ شکیل پرنٹنگ پریس۔ کراچی

بازاروں اور گلیوں سے گذر رہے تھے، اور زبا...
کہہ رہی تھی، جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے، جو نہ...
کہ میں مالک بن انس ہوں، فتویٰ دیتا ہوں کہ" طلاق جـ...

اس کے بعد اسی طرح خون آلودہ کپڑوں کے سا...
لائے، پشتِ مبارک سے خون صاف کیا اور دو رکـ...
فرمایا کہ" سعید بن مسیب کو جب کوڑے ما...ے گئـ...
میں آکر نماز پڑھی تھی[2]" یہ تعزیر گو تحقیر کے ...تھی، لیـ...
وقار کے پایہ کو اور بلند کر دیا، یہ واقعہ ۱۴۷ھ ...ہے۔[3]

منصور کی لاعلمی اور ندامت

بقول ابن قتیبہ المتوفی ۱۴۷ھ (اگر وہ کتاب الامامۃ کا مصنف ہے) جعفر
والی مدینہ کی یہ حرکت منصور کو پسند نہ آئی، اور فوراً اس کو معزول کر کے بذلت تمام گدھے پر سوار کر کے بغداد طلب کیا، اور امام مالک کو معذرت کا خط لکھا۔

دوسرے سال ۱۵۸ھ میں جبکہ تمام حجاز و عراق میں سکون ہو چکا تو حج کے ارادہ سے منصور حجاز آیا، امام مالک ملنے کو آئے، اور بعض روایتوں میں ہے کہ حج سے پہلے خود امام کو بغداد بلایا گیا۔ تو نہایت تعظیم سے ملا اور بوثوق کہا کہ" نہ میں نے تعزیر کی اجازت دی اور نہ مجھے اس کا علم ہوا" امام صاحب نے فرمایا کہ" ہاں آپ کو اطلاع نہ ہوگی۔" اس تمہید کے بعد منصور نے سلسلۂ تقریر اس طرح شروع کیا۔

"اے ابو عبداللہ! جب تک آپ زندہ ہیں آپ اہل حرمین کے

---

[1] طبقات ابن سعد ترجمۂ مالک، مناقب مالک للزاوی [2] تزئین الممالک نقلاً عن الخطیب روایۃً عن ابی وہب ص ۱۳ [3] کتاب الانساب للسمانی ترجمۂ اصبحی۔۔

12. ابن قتیبہ کی طرف الامامت والسیاست نسبت درست نہیں ہے۔ اس لنک پر کئی اہم دلائل اور مختلف علماء کرام کے قول موجود ہیں۔

https://islamqa.info/amp/ar/answers/121685

13. الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس موضوع پر ایک مکمل تحقیقی کتاب بھی تصنیف کی گئی ہے جس میں بیشمار دلائل دئے گئے ہیں۔

https://ia800701.us.archive.org/9/items/waq34590/34590.pdf

▨ المعارف میں ایک محقق کے مضبوط چھ دلائل اور ان کے علاوہ ان تیرا اضافی دلائل سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کتاب "الامامت والسیاست" ابن قتیبہ کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔ اس کتاب کو ابن قتیبہ کی طرف غلط اور جعلی منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن قتیبہ کی اپنی شخصیت بھی متنازعہ ہے کیونکہ اس کی دوسری کتاب المعارف میں صریح نبی کریم ، اہل بیت کرام اور صحابہ کرام کے حوالے سے نازیبا باتیں بیان کی گئی ہیں۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکثر محدثین اور مؤرخین نے اپنی اپنی کتب میں ابن قتیبہ کی تصانیف کا تذکرہ لکھتے ہوئے الامامت والسیاست کا تذکرہ نہیں کیا اور جن چند لوگوں نے کیا بھی ہے تو انہوں نے یقین کے ساتھ اس کی نسبت ابن قتیبہ کی طرف نہیں کی۔

📜 الامامت والسیاست 📜

یہ کتاب واقعہ "باب احراق سیدہ فاطمہؑ" اور "فدک" کے مسئلہ پر اہم حثییت رکھتی ہے جس پر اہل سنت علماء جن میں سعودی محقق عبداللہ عسیلان،عبداللہ عکاشہ،علامہ طاہرالقادری اور دوسرے علماء کی طرف سے اعتراضات کیے جاتے ہیں'ان تمام اعتراضات کے جوابات دینا لازم سمجھا اور یہ جوابات تمام برادران اسلامی پر قرض اور مشعل راہ ہے.

🔴 اعتراضات اور جوابات 🔴

ابن قتیبہ کی طرف منسوب بدنام زمانہ کتاب الامامت والسیاست

الإمامته والسیاسته ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس پر اضافی دلائل پیش کئے جاتے ہیں.

اعتراض 1

یہ کتاب "الإمامته والسیاسته " پہلی بار 1297 ھ مصر میں چھپی اور اس کے سرورق پر مصنف کا نام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (م 272ھ) لکھا گیا ہے۔ لیکن کوئی نہیں

جانتا کہ ابن قتیبہ اگر 272 یا کچھ کتب کے مطابق 276ھ میں وفات پا گئے تو یہ کتاب ان کے سو سال بعد کیوں اور کیسے منظر عام پر آئی اور اس پورے عرصہ میں یہ کتاب کس کے پاس رہی؟

جواب:

معترض کا یہ کہنا کہ "یہ کتاب "الامامتہ و السیاستہ" پہلی بار 1297 ھ مصر میں چھپی" یہ بات جناب کی لا علمی پر مبنی ہے کیونکہ "الامامت و السیاست" پہلے بھی چھپتی رہی اور بڑے بڑے محدثین کے زیرِ مطالعہ رہی جیسا کہ خود معترض نے اعتراض نمبر3 میں تسلیم کیا ہے کہ:

"قاضی ابوبکر بن العربی نے ابن قتیبہ کو اس کتاب "الامامتہ و السیاستہ" کی وجہ سے جاھل کا خطاب دیا ہے"

تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب چوتھی صدی میں موجود تھی کہ قاضی ابو بکر ابن عربی نے اس کے بارے اپنے بغض کا اظہار کیا۔بس خود معترض کی دلیل سے ہی اس کے اعتراض کا رد ہو گیا۔ اور تو اور آٹھویں صدی کے محدث مکہ علامہ نجم الدین بن فہد مکی اپنی کتاب "اتحاف الوری باخبار ام القری ج2 صفحہ118" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"قال ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ فی کتاب الامامت و السیاست"

اور تو اور نویں صدی کہ کٹر شیعہ دشمن محدث امام کعبہ ابن حجر مکی اپنی کتاب تطہیر الجنان صفحہ43 میں لکھتے ہیں کہ:

"و مع تآلیف صدرت من بعض المحدثین کابن قتیبہ مع جلالة القاضية"

"اور ہمارے علماء کی تالیفات میں ہمارے بعض محدثین جیسا کہ ابن قتیبہ باوجود کہ اس کی بزرگی و شان میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں،صحابہ کے بارے ایسی باتیں صادر ہوئی ہے جو کہ نہ ہونی چاہئے تھی"

محدث ابن حجر مکی کا افسوس بتا رہا ہے کہ وہ ابن قتیبہ کی کتاب "الامامت و السیاست" کے بارے ہی گفتگو کر رہے ہیں کیونکہ صحابہ کے بارے اہم راز اسی کتاب میں موجود ہے جیسا کہ تطہیر الجنان کے حاشیہ لکھنے والے استاذ جامعہ الازہر عبداللطیف مصری نے بھی صفحہ44 میں ابن حجر مکی کی مراد اس کلام سے "الامامت و السیاست"کو لیا ہے۔اس کلام کے باوجود امام ابن حجر مکی "الامامت و السیاست" کو کتاب ابن قتیبہ ہونے سے خارج نہیں کیا بلکہ "بعض المحدثین" کے الفاظ سے ابن قتیبہ کے علاوہ اور محدثین اہل سنت کی کتب کی طرف اشارہ کیا ہیں۔ ان جید محدثین اہل سنت کی روانی قلم نے معترض کی اس کذب بیانی کو چاک چاک کر دیا کہ "الامامت و السیاست" پہلی مرتبہ 1297 ھ کو مصر میں چھپی۔اب تو جناب کو علم ہو گیا ہوگا کہ یہ کتاب کس کے پاس رہی اور کیسے منظرعام پے آئی۔اور مصنف کی تاریخ وفات 276ھ ہے نہ کہ 272 ھ جیسا کہ تمام کتب رجال گواہ ہے۔

اعتراض2

ابن قتیبہ کی شخصیت اسماء الرجال کی روشنی میں متنازعہ شخصیت ہے کیونکہ ان کے بارے میں مختلف علماء کی مختلف آراء ہیں۔

امام حاکم نے ابن قتیبہ کو واضح الفاظ میں کذاب کہا ہے۔

- لسان المیزان ج 3 ص 357

- میزان الاعتدال ج 2 ص 503

مراہ الزمان میں ابن قتیبہ کے بارے میں دارقطنی نے لکھا ہے کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور امام بیہقی نے اسے کرامیہ کہا ہے۔اس لئے ابن قتیبہ کو اہل سنت معتبر عالم کہنا درست نہیں ہوگا۔

جواب:

معترض کا یہ جملہ "ابن قتیبہ کی شخصیت اسماء الرجال کی روشنی میں متنازعہ شخصیت ہے" خود ایک متنازعہ جملہ ہے اور ابن قتیبہ کو متنازعہ شخصیت بنانے کی ناکام کوشش پے مبنی ہے جب کہ ماہرین اسماء الرجال مثل امام خطیب بغدادی نے ابن قتیبہ کو "کان ثقة دیّنا فاضلا" یعنی قابل اعتماد،دین پرست اور فاضل جیسے خطابات سے نوازا ہے(میزان الاعتدال ج2 صفحہ503) حالانکہ امام خطیب بغدادی وہ شخصیت ہے کہ جن کے بارے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب "بستان المحدثین" میں لکھتے ہیں کہ خود رسولﷺ نے خطیب بغدادی سے اسکی مشہور زمانہ کتاب "تاریخ بغداد" کو سنا اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ امام ذہبی نے تو ابن قتیبہ کو "صدوق" تک کہہ دیا ہے اور تو اور امام ابن خلقان، امام یافعی نے تو "کان فاضلا ثقة و و تصانیف کلھا مفیدہ" تک کہہ دیا ہے میں حیران ہو کہ معترض کو ابن قتیبہ کے بارے میں ان پائے کے ماہرین علم رجال کی توثیق نظر کیوں نہیں آتی!

رہی امام حاکم اور دارقطنی کی جرح تو انکی جرح کی امام ذہبی،خطیب بغدادی اور امام یافعی کی توثیق کے آگے کوئی حثییت نہیں رکھتی جب کہ کتب رجال میں اہل سنت کا کوئی راوی بھی جرح سے بچ نہیں پایا حالانکہ خود امام حاکم اور دارقطنی بھی مجروح ہے جیسا کہ میزان الاعتدال میں امام حاکم کے بارے لکھا ہے کہ یہ رافضی

اور خبیث ہے جب کہ دارقطنی کے بارے میں خود علمائے اہل سنت نے شیعیت کی طرف میلان رکھنے کا دعوی کیا ہے(حدائق حنفیہ صفحہ136 مولانا فقیر محمد جہلمی).

مزید دارقطنی کی چھترول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"یہ وہی دارقطنی ہے جس نے امام آئمہ ابو حنیفہ کے حق میں طعن کیا ہے"

(حدائق حنفیہ صفحہ137).

جی معترض صاحب کسی اور چیز کی طلب بھی ہو دارقطنی کے بارے تو "سودا نقد ادھاری بات" نہیں.

معترض کا یہ جملہ کہ "اور امام بہیقی نے اسے کرامیہ کہا ہے-اس لیے ابن قتیبہ کو اہل سنت معتبر عالم کہنا درست نہیں ہوگا" جناب اگر میزان الاعتدال اور ھدیة الساری پڑھے تو ان کو لینے کی دینی پر جائے گی کیونکہ اس میں مشہور صحاح کے راوی عکرمہ کو خارجی فرقہ،عبداللہ بن ابی نجیع مکی کو قدریہ تک کہہ دیا گیا ہے اور تو اور امام بخاری نے تو امام ابو حنیفہ کو مرجیہ میں سے قرار دیا ہے اور فقہ حنبلی کے امام احمد بن حنبل اور خود امام بہیقی کو فرقہ مجسمہ میں سے قرار دیا گیا ہے(تلبیس ابلیس محدث عبدالرحمن ابن جوزی) جب امام بہیقی خود مجسمہ میں سے ہے تو ان کے قول کی کیا وقعت رہ جاتی ہے جب کہ انھوں نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار اپنی کتاب "کتاب الاسماء و الصفات" میں برملا کیا ہے. اور ابن قتیبہ کے کلام میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی کہ جس وجہ سے اس کو کرامیہ میں سے قرار دیا جائے حالانکہ ابن قتیبہ کا اہل سنت ہونا اظہر من الشمس ہے جیسا کہ امام ابوبکر خطیب بغدادی نے "کان ثقہ دیّنا فاضلا"کہہ کر اس بے بنیاد تہمت کے پرکھچے اُڑا کر رکھ دئیے ہے اور تو اور امام ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "تطہیر الجنان صفحہ43" میں

ابن قتیبہ کو "و مع تآلیف صدرت من بعض المحدثین کابن قتیبہ مع جلالۃ القاضیۃ" کہہ کر ابن قتیبہ کا معتبر اہل سنت محدث ہونا تسلیم کیا ہے اور محدث برصغیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "تحفہ اثنا عشریہ صفحہ40" میں واضح الفاظ میں "عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ کہ در اہل سنت معدود و میشود" کا تمغہ دے کر اہل سنت ہونا تسلیم کیا ہے اس کے بعد بھی ابن قتیبہ کو اہل سنت نہ کہنا معترض کی ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں۔

نہ تم یوں ستم کرتے نہ ہم یوں فریاد کرتے'

نہ کھولتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتی'

"الامامت و السیاست" جس نے بھی پڑھی ہے وہ خوب فیصلہ کر سکتا ہے کہ ابن قتیبہ کا دور دور تک شیعیت سے کوئی واسطہ نہیں جیسا کہ ابن قتیبہ "الامامت و السیاست" کی ابتداء ہی فضائل ثلاثہ سے کی ہے باب کا عنوان یہ ہے "فضل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنھما"

(الامامت والسیاست جلد1صفحہ5 طبع بیروت)۔

اور کتاب میں خلفاء ثلاثہ,خلفائے بنوامیہ,خلفائے عباسیہ کا ذکر ہے نہ کہ آئمہ شیعہ اثنا عشریہ کا۔ان عقلی و نقلی شواہد کے بعد بھی ابن قتیبہ کو شیعہ کہنا اہل سنت حضرات کی ناانصافی ہے۔

اعتراض 3

قاضی ابو بکر بن العربی نے ابن قتیبہ کو اس کتاب "الإمامته والسیاسته" کی وجہ سے "جاہل" کا خطاب دیا ہے۔ اسی کتاب العواصم من القواصم میں علامہ ابوبکر العربی نے "الامامت والسیاست" کو یقین سے ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں کہا بلکہ لکھا ہے کہ
"ان صح عنہ جمیع مافیہ"
اگر جو کچھ کتاب (الامامت والسیاست) میں ہے اس کی نسبت ابن قتیبہ کی طرف صحیح ہے ۔
(العواصم من القواصم)۔

جواب:

قاضی ابوبکر بن العربی کا ابن قتیبہ کو جاھل قرار دینا کچھ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ خود قاضی ابوبکر ابن العربی اہل سنت کے ہاں جاھل ہے جیسا کہ امام قرطبی اپنی کتاب "تذکرہ صفحہ456 طبع رشیدیہ کوئٹہ" میں قاضی ابوبکر ابن العربی کا اپنی کتاب "العواصم من القواصم" میں ایک حدیث پے جرح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "غباوۃ و جھلا" قاضی ابن العربی نے اس پے جرح اپنی بے وقوفی اور جہالت کی وجہ سے کی ہے۔
متعرض کو معلوم ہونا چاہئے کہ "ایک جاھل کو سبھی جاھل نظر آتے ہیں" اور تو اور قاضی ابوبکر ابن العربی کا یزید لعین کی وکالت میں مشہور جملہ کے "حسینؑ یزید

کی نہیں اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے" آج بھی اہل سنت کی کتب کی زینت بنا ہوا ہے بس ایسے منہ پھٹ گستاخ اہل بیتؑ کی جرح کی کوئی وقعت نہیں۔

معترض کا یہ جملہ کہ"اسی کتاب العواصم من القواصم میں علامہ ابوبکر العربی نے "الامامت و السیاست" کو یقین سے ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں کہا"خود معترض کے کذب بیانی کو واضح کرتا ہے جیسا کہ معترض خود تسلیم کرتا ہے کہ "قاضی ابوبکر بن العربی نے ابن قتیبہ کو اس کتاب "الامامت و السیاست" کی وجہ سے "جاہل" کا خطاب دیا ہے" اب سوال یہ ہے کہ اگر قاضی ابوبکر ابن العربی نے "الامامت و السیاست" کو یقین کے ساتھ ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم نہیں کیا تو پھر ابن قتیبہ کو "الامامت و السیاست" کی وجہ سے "جاہل" کیوں قرار دیا!

اور معترض کا قاضی ابوبکر کے اس جملہ "ان صح عنہ ما جمیع فیہ" کا ترجمہ کرتے وقت "اگر" سے شروع کرنا اپنے بزرگوں کی طرح تدلیس کرنا ہے کیونکہ "اگر" کا اضافہ ہر گز اس عبارت میں کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ معترض کا عام فہم عوام کو دھوکہ دینا ہے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "جو کچھ اس کتاب میں ہے صحیح ہے" یعنی کے ابن قتیبہ کا لکھا ہوا ہے۔

اعتراض4

حضرت علامہ محمود البغدادی آلوسی اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ

"کذب لا اصل لہ وھو مفتریات ابن قیتبہ وابن اعثم الکوفی والسمساطی وکانوا مشہورین بالکذب والافتراء"
یعنی یہ روایت بے سروپا کذب وافترا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن قیتبہ، ابن اعثم الکوفی اور سمساطی کی گھڑی ہوئی روایتوں میں سے ہے اور یہ لوگ جھوٹ اور افترا پردازی میں مشہور تھے۔
(تفسیر روح المعانی ج سورة احزاب ص 11).

جواب:

امام ذہبی،امام محدث خطیب بغدادی،امام نجم الدین فہد مکی،امام ابن حجر مکی وغیرہ علماء و محدثین کی ابن قتیبہ کے بارے توثیقات کے ہوتے ہوئے علامہ محمود آلوسی البغدادی کی ذاتی رائے کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔
حالانکہ ابن قتیبہ اس پائے کا محدث ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اپنی کتب میں اس کے اقوال کو بطور احتجاج اپنی کتب میں نقل کیا ہیں جیسا کہ علامہ دمیری نے حیات الحیوان اردو جلداول صفحہ175 اور صفحہ183 طبع لاہور میں،محدث ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری جلد2صفحہ29 میں ابن قتیبہ سے احتجاج کیا ہے۔

اعتراض 5

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے ”تحفہ اثنا عشریہ میں جگہ جگہ ابن قتیبہ کا نام شیعہ مورخ کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔

جواب:

ہر گز نہیں بلکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تو ابن قتیبہ کو اہل سنت کا سرمایہ تسلیم کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ:

"عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کہ در اہل سنت معدود میشود و کتاب المعارف در اصل تصانیف ہمین اخیر است"

"عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ اہل سنت کا نامی گرامی سرمایہ ہے اور کتاب المعارف در اصل اسی کی کتاب ہے"

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ40 طبع دہلی)۔

بس اس اعتراف محدث دہلوی کے بعد معترض کی کذب بیانی سب پے عیاں ہو جاتی ہے۔

اعتراض 6

ابن قتیبہ کی تصانیف کی فہرست میں اس کتاب کا کہیں نام نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو ۔ ابن خلکان ،لسان المیران، تاریخ بغداد، شذرات الذھب ، ابغیتہ الوعاۃ وغیرہم۔

جواب:

معترض کہ اس اعتراض کا جواب خود اسکی اس تحریر میں پوشیدہ ہے کیونکہ معترض کا اعتراض میں "ملاحظہ ہو۔ابن خلکان،لسان المیزان،تاریخ بغداد،شذرات الذھب،بغیتہ الوعاۃ وغیرھم۔" میں آخر پے "وغیرھم" کا لفظ اس بات کی دلیل کے لیے ہے کہ ان کتب کے علاوہ اور بھی کتب ہیں،بس جن علماء نے ابن قتیبہ کی کتب کا ذکر کرتے ہوئے "الامامت و السیاست" کا ذکر نہیں کیا انہوں نے بھی اسی طرح ابن قتیبہ کی کتب تحریر کر کے آگے "وغیرھم" کا لفظ لگایا ہے جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کتب کے علاوہ ابن قتیبہ کی اور کتب بھی ہے۔

"اذا جاء الاحتمال فبطل الاستدلال"

حالانکہ ماہرین رجال نے ابن قتیبہ کی کتب میں "الامامت و السیاست کا ذکر بھی کیا ہے ملاحظہ ہو:

(1)محدث نجم الدین فہد مکی:

"قال عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ فی "الامامت و السیاست"

(اتحاف الوری جلد2صفحہ).

(2)علامہ خیرالدین زرکلی۔

"عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدنیوری(ابو مسلم)......من تصانیفہ الکثیرہ:الامامت و السیاست"

(کتاب الاعلام جلد4 صفحہ297 طبع بیروت)۔

(3)محقق عمر رضا کحالہ۔

"عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدنیوری ابو محمد،من آئمۃ الادب،و من المصنفین المکثرین:الامامت و السیاست"

(اعلام المولفین جلد2صفحہ137)۔5)علامہ (4)علامہ شبلی نعمانی۔

"میں اس موقعہ پر بعض نادر اور نایاب کتابوں کا نام درج کرتا ہوں جو اس کتب خانہ(خدیویہ) میں موجود ہیں:الامامت و السیاست لابن قتیبہ"

(سفرنامہ روم و مصر و شام صفحہ114)۔

ان ماہرین آئمہ رجال کی گواہیاں معترضین کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لیے کافی ہے۔

اعتراض 7

کچھ علمی حلقوں کے مطابق ابن قتیبہ ایک ادیب اور فاضل شخص تھے اور فنون ادب میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ ادب میں "ادب الکاتب" ان کی ایسی کتاب ہے جو علامہ ابن خلدون کے شیوخ کی بناء پر علم و ادب کے اصول و ارکان میں سے ایک ہے۔(مقدمہ ص486) اسی وجہ سے ابن قتیبہ کی کتب میں ادبی چاشنی ، عبارت کی حلاوت و دل کشی اور وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک ادیب اور ماہر علم کی کتاب میں ہونی چاہئیں۔ مثال کے طور پر غریب القرآن غریب الحدیث، تاویل مختلف

الحدیث وغیرہ کی عبارتیں ان کے ادبی ذوق کی بین مثالیں ہیں اور ادب الکاتب کی عبارات ادبی ذہنیت کی غمازی کرتی ہے، لیکن کتاب ”الإمامته والسیاسته“ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف علم و ادب میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتا۔ اگر ہم اس کتاب کے غلط واقعات اور فضول روایات سے قطع نظر صرف اس کے ادبی معیار ہی کو دیکھ لیں تو ذوق سلیم فیصلہ کرے گا کہ یہ کتاب ابن قتیبہ جیسے قادر الکلام شخص کی نہیں ہوسکتی۔

جواب:

یہ کہنا کہ ابن قتیبہ کی دوسری کتب میں ادبی چاشنی ہے جب کہ "الامامت و السیاست" کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف علم و ادب میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتا'

صرف معترض کا بے تکے اعتراضات کی گردان کو طول دینے کے سوا اور کچھ نہیں کیا معترض ان عبارات کی وضاحت کر سکتا ہے جن میں "ادبی چاشنی" نظر نہیں آتی۔معترض صاحب سے گزارش ہے کہ "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" میں سے جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے خطبے پڑھے انشاءاللہ خوب ادبی چاشنی نظر آئے گی۔حالانکہ "الامامت و السیاست" کے اکثر حصص جید مورخین و محدثین کی کتب میں مندرج ہے جیسا کہ تاریخ طبری،تاریخ کامل، وغیرہ تحقیق کے شائقین "الامامت و السیاست" کی تخریج کی طرف رجوع فرمائے۔اب اگر بضد ہو کر "الامامت و السیاست" کو ادبی چاشنی سے سے محروم کر دیا جائے تو دوسری کتب کے بارے بھی فیصلہ آسان ہو جائے گا۔

اعتراض 8

ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ جو واقعات کتاب "الإمامته والسیاسته" میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں ان کا اجمالی تذکرہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "المعارف" میں کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مصنف کے تفصیل و اجمال میں نفس اور روح واقعہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور مفصل تذکرہ میں جو جو چیزیں اہم اور واقعہ کی جان ہوتی ہیں، خلاصہ بیان کرتے وقت یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی جزو رہ نہ جائے تاکہ حقیقت حال سمجھنے میں کوئی اشتباہ واقعہ نہ ہو مگر ان دونوں کتابوں کے مطالعے سے ایک معمولی قاری بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کتاب "الإمامته والسیاسته" میں جن مباحث مثلا مشاجرات صحابہ اور بنو امیہ کے مظالم و مثالب کو خاص اہمیت دی گئی ہے "المعارف" میں اس کے متعلق کچھ ذکر ہی نہیں۔

مثال کے طور پر "الإمامته والسیاسته" میں سیدنا علی کی سیدنا ابو بکر سے بیعت جبری اور ظالمانہ رنگ میں پیش کی گئی ہے اور کتاب کی جلد اول کے صفحہ 11 سے 16 تک صفحات میں اس بیعت کو جبری ثابت کرنے کے لیے عجیب و غریب قسم کی روایت نقل کی ہیں جن کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد کسی شخص کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اور حضرات صحابہ کے متعلق بد ظنی پیدا ہو جاتی ہے لیکن اسی بیعت کا تذکرہ جب ابن قتیبہ اپنی دوسری کتاب "المعارف" میں کرتے ہیں تو اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں تھا۔ ("المعارف") "الإمامته والسیاسته " جلد اول، ص 30 سے 43 میں واقعات کو جس طرز و انداز میں بیان کیا گیا ہے اس طرز و انداز کے بالکل مغائر

“المعارف ” ص 65 پر واقعات کو پیش کیا گیا ہے۔ ایسے ہی اور بہت سے مقامات ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

جواب:

معترض کی اہم دلیل شیخ چلی کے خیالی تصورات جیسی ہی ہے جس پے جناب پھولے نہیں سماتے'
ضروری نہیں کہ ایک مصنف پہلی کتاب والی بات دوسری کتاب میں بھی تحریر کرے جب اجمالی طور پے ابن قتیبہ نے بیعت کا تذکرہ کر دیا تو پھر اعتراض کیسا؟
باقی "المعارف لابن قتیبہ" نسب کی کتاب ہے جب کے "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" تاریخ کی تو معلوم ہوا کہ فقط اجمالی تذکرہ ہی ابن قتیبہ نے مناسب سمجھا نہ کہ تذکرہ تفصیلی کیونکہ تذکرہ تفصیلی تو مصنف نے اپنی دوسری کتاب "الامامت و السیاست" میں ہی بیان کر دیا۔۔
رہا مشاجرات صحابہ اور مظالم بنو امیہ کا بیان تو یہ فقط "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" میں ہی نہیں بلکہ بخاری و مسلم، المصنف لابن ابی شیبہ،تاریخ طبری اور تاریخ ابن کثیر جیسی معتبر کتب میں بھی موجود ہے اب ان کے بارے جناب کا کیا خیال ہے!
حالانکہ جنگ جمل و صفین تو ناقابل انکار واقعات میں سے ہیں۔

اعتراض 9

اگر کسی شخص نے الامامت والسیاست کو ابن قتیہ کی کتاب مانا بھی تو اس نے اس بات کو ضرور تسلیم کیا ہے کہ اس میں اکثر روایات الحاقی اور جعلی ہیں اور ان لوگوں نے صاف لکھا ہے کہ اس میں بعض روایات ایسی ہیں جو ابن قتیبہ کے علم اور دوسری تصنیفات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ مثال کے طور پر علامہ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"ابن قتیبہ تو بلاشبہ ایک محقق شخص تھے لیکن ان کی جس تصنیف کا حوالہ شیعہ عالم نے دیا ہے اس میں بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو عقلآ قابل قبول نہیں ہیں۔ خصوصا حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی سیرت کا جو نقشہ انہوں نے نبی کریم کے وصال کے بعد کا کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر اسے مان لیا جائے تو ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں عقیدت تو در کنار اچھی رائے برقرار رکھنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی چیزیں دیکھ کر بعض اہل علم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ کتاب یا تو ابن قتیبہ کی ہے ہی نہیں یا کم از کم اس میں بعض چیزیں ضرور الحاقی ہیں۔ (رسائل و مسائل جلد 3 ص 1280)۔

جواب:

معترض کا یہ کہنا کہ " اگر کسی شخص نے الامامت و السیاست کو ابن قتیبہ کی کتاب مانا بھی تو اس نے اس بات کا ضرور تسلیم کیا ہے کہ اس میں اکثر روایات

الحاقی اور جعلی ہے" صریح کذب بیانی ہے کیونکہ بہت سارے علماء و محدثین نے "الامامت و السیاست" کو ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے کسی نے انکار نہیں کیا جیسا کہ قاضی ابوبکر بن العربی،محدث نجم الدین بن فہد مکی،محدث ابن حجر مکی،علامہ خیرالدین زرکلی،علامہ شبلی نعمانی وغیرہ مگر کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس میں اکثر روایات جعلی اور الحاقی ہیں۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ "ان میں بعض روایات ایسی ہے جو ابن قتیبہ کے علم اور دوسری تصنیفات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتیں" یہ بات بھی گزشتہ دعووں کی طرح "شتر بے مہار" ہے اگر ہے تو نشاندہی کی جائے وہ الگ بات ہے کہ آپ کے محدث ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں "غنیة الطالبین" کو تصنیف شیخ عبدالقادر جیلانی کہا ہے اور اپنی دوسری کتاب فتاوی حدیثیہ میں "غنیة الطالبین" کو تصنیف شیخ عبدالقادر جیلانی ہونے سے انکار کیا ہے۔

معلوم نہیں کہ معترض اپنے محدث ابن حجر مکی کے اس اقرار و انکار والے فرق کو کیا نام دے گے!

اور معترض کا اپنے دعوی کے اثبات پے مولانا مودودی کا قول پیش کرنا خود اپنے پاوں پے کلہاڑی کے وار کرنے کے مترادف ہے کیونکہ آگے پیچھے تو مودودیت کو کفر کہنے والے آج مولانا مودودی کے محب کیسے بن گے!

جب کے مولانا مودودی وہ شخص ہے کہ جس کے نزدیک "لاہوری مرزائی" کافر نہیں ہے ثبوت ملاحظہ ہو:

عالمی ادارہ تحفظ ختم نبوت کے نامور مبلغ 'مولانا اللہ وسایا صاحب' مودودی صاحب کے بارے لکھتے ہیں کہ:

"جماعت اسلامی کے بانی رہنماء جناب مودودی صاحب سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ لاہوری مرزائی مسلمان ہیں یا کافر؟تو مودودی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ لاہوری مرزائی اسلام اور کفر کے درمیان معلّق ہیں..................جن دنوں مودودی صاحب نے لاہوری مرزائیوں کو کافر قرار نہ دینے کا فتوی دیا انہی دنوں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب نے مودودی صاحب کے اس فتوی کے خلاف یہ رسالہ تحریر فرمایا۔فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق پاکستان میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدر واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس عنوان پر مستقل رسالہ لکھ کر پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔"

(چمنستان ختم نبوت کے گلہاۓ رنگا رنگ جلد2 صفحہ457 طبع ملتان)۔

جن اہل سنت حضرات کو مودودی صاحب سے استدلال کرنے کا زیادہ شوق ہے وہ بھی "لاہوری مرزائیوں" کو مسلمان تسلیم کر کے مودودی صاحب کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جائے۔

مودودی کی علمی جھلک:

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں.جن کی کوئی شرعی حثییت نہیں۔"

(رسائل و مسائل جلد1 صفحہ47 طبع سوئم)۔

مودودی کی خود علمی حثییت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے اتفاقی نظریہ دجال کو افسانہ کہہ دیا تو "الامامت و السیاست" کس باغ کی مولی ہے۔

اگر مرض باقی ہے تو مزید مرہم بھی حاضر ہے'

(1)مولانا مودودی پر اہل سنت علماء کا گستاخ انبیاء ہونے کا فتوی:

"حضرت آدمؑ،حضرت موسیؑ،حضرت داودؑ،حضرت یونسؑ اور ابراہیم علیھم السلام کے بارے میں انہوں نے جو نازیبا کلمات استعمال کیے ہیں وہ ان کی مایہ ناز تفسیر تفہیم القرآن میں موجود ہیں۔"

(مودودی صاحب کا ایک غلط فتوی صفحہ2 علامہ شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صفدر)۔

(2)مودودی پر گستاخ صحابہؓ ہونے کا فتوی:

"حضرات صحابہ اکرامؓ کے بارے میں اپنے دیگر مضامین کے علاوہ خلافت و ملوکیت میں جو کچھ کہا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات سلجھے ہوئے انداز میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ شیعہ کی پوری جماعت پاکستان بھر میں سو سال تک صحابہ اکرامؓ پر سے وہ اعتماد نہ اٹھا سکتی جو تنہا مودودی صاحب نے خلافت اور ملوکیت اٹھا کر اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔"

(مودودی صاحب کا ایک غلط فتوی صفحہ2)۔

کیوں معترض صاحب کیا آپ بھی مودودی صاحب کی اس پیروی میں ان کے ساتھ ہے! یہی وجہ کے جمہور اہل سنت نے مولانا مودودی کے ملحد اور گمراہ ہونے کا فتوی دیا ہے ان فتاوی جات کی تفصیل کے لیے خلیفہ مجاز مدنی مولانا قاضی مظہر حسین آف چکوال کی کتاب "مودودی مذہب صفحہ131 تا 140" ملاحظہ فرمائے۔

ان مفتیان میں سے بعض کے فتاوی جات حاضر خدمت ہیں:↓

1)مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان:

"مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت و الجماعت کے ہیں۔سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔لٰہذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔"

(مودودی مذہب صفحہ135)۔

2)مولانا نصیرالدین شیخ الحدیث غورغشتوی:

"مودودی ضال و مضل یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے"

(مودودی مذہب صفحہ136 طبع چکوال)۔

3)شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک:

"مودودی کے عقائد اہل سنت و الجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں۔"

(مودودی مذہب صفحہ136)۔

4)شیخ الحدیث علامہ محمد سرفراز خان صفدر کا فتوی:

"ہم بھی اپنے اکابر کی پیروی میں مودودی صاحب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔اللہ تعالی مسلمانوں کو تمام گمراہوں سے بچائے اور محفوظ رکھے۔آمین"

(مودودی صاحب کا ایک غلط فتوی صفحہ26)۔

اب تو تمام اہل سنت حضرات کو مودودی صاحب کا اصلی چہرہ نظر آ گیا ہوگا۔چوں کے شیعہ عالم کی پیش کردہ عبارت کا مودودی صاحب کے پاس اپنے بزرگوں کی طرح کوئی معقول جواب نہیں تھا بس مودودی صاحب نے جان چھڑانے کے لیے "الامامت و السیاست" کو ہی اپنا نشانہ بنا دیا اور اس کتاب میں الحاقی و جعلی عبارات ہونے کا جھوٹا دعوی کر دیا حالانکہ کے اس سے پہلے خود مودودی صاحب اپنی کتب میں "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" کے حوالے دیتے رہے۔~

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے'

بس جید محدثین مثل محدث نجم الدین ابن فہد مکی،محدث ابن حجر مکی وغیرہ کے آگے مودودی کی ذاتی رائے کچھ اہمیت نہیں رکھتی جب کہ مودودی صاحب خود اہل سنت کے ہاں ملحد اور گمراہ ہیں۔

اعتراض 10

کتاب ”الإمامته والسیاست“ کی اکثر روایات شیعہ مذہب کی تائید میں ہیں اور ایک عام آدمی بھی اس کتاب کے سرسری مطالعہ سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتاب کسی ایسے مصنف کی ہے جو شیعہ فکر کا حامل ہے حالانکہ ابن قتیبه کی دوسری کتاب تاویل مختلف الحدیث کے مطابق وہ شیعہ کے سخت مخالف ہیں اور ان کو باطل فرقوں میں شمار کرتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو تاویل مختلف الحدیث“ص81-87 ص 93).

جواب

اس اعتراض کا جواب گزشتہ اعتراض نمبر2 کے جواب کے آخر میں دے دیا گیا ہے پھر بھی اگر واقعہ "احراق باب فاطمہؑ" اور "اختلاف انعقاد خلافت ثلاثہ" کی وجہ سے اس کتاب کو شیعہ عقائد کی کتاب کہا جائے تو معترض کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ واقعات تو "الامامت و السیاست" سے پہلے صحیح بخاری,مصنف ابن ابی شیبہ

جیسی کتب میں بھی موجود ہے تو اب انکو بھی شیعہ عقائد کی کتب ہونے کا فتوی صادر کر دو۔

جب جید محدثین نے تصریح کر دی کہ "الامامت و السیاست" ابو محمد ابن قتیبہ کی تصنیف ہے تو ابن قتیبہ کا اپنی دوسری کتاب "تاویل مختلف الحدیث" شیعیت کی مخالفت کرنا اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ ابن قتیبہ کٹر شیعہ مخالف محدث اہل سنت تھا ،اگر شیعہ ہوتا تو شیعیت کی مخالفت کیوں کرتا!

اعتراض 11

مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں

"بقول ابن قتیبہ المتوفی 276 ھ - (اگر وہ کتاب الامامتہ کا مصنف ہے)

(حیات امام مالک 61)۔

جواب:

محض پچاس،ساٹھ سال پہلے گزرے ہوئے سنی عالم کے احتمال کی وجہ سے "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" کو مشکوک قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ جید اہل سنت محدثین مثل محدث نجم الدین ابن فہد مکی،محدث ابن حجر مکی وغیرہ نے اس کو تصنیف ابن قتیبہ تسلیم کیا اور تو اور خود علامہ سید سلیمان ندوی کہ مایہ ناز استاد علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب "سفرنامہ روم و مصر و شام صفحہ114" میں ان الفاظ کے ساتھ کہ:

"میں اس موقعہ پر بعض نادر اور نایاب کتابوں کا نام درج کرتا ہوں جو اس کتب خانہ(خدیویہ) میں موجود ہے ان میں سے....الامامت و السیاست لابن قتیبہ" "الامامت و السیاست" کو ابن قتیبہ کی تصنیف ہونے کا اقرار کیا ہے اب معترض ہی بتائیں کہ استاد(شبلی) کے اقرار کہ ہوتے ہوئے شاگرد(ندوی) کے خیال کو کس طرح ترجیح دی جا سکتی ہے!

معترض کا یہ کہنا کہ اہل سنت علماء نے "الامامت و السیاست" کو ابن قتیبہ کی طرف منسوب کہا ہے اور دلیل پر مودودی و ندوی کو پیش کرنا "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے سوا کچھ نہیں حالانکہ اوپر بیان کردہ جید محدثین نے کتاب "الامامت و السیاست" کو یقین کامل کے ساتھ ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔کہاں یہ محدثین اور کہاں مودودی و ندوی اور عسیلان جیسے قیاس پرست علماء جو کہ دوبارہ بھی پیدا ہو جائے تو محدث نجم الدین و ابن حجر مکی کے پاوں میں لگی مٹی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

معترض کو ذرا اپنی کتاب "تجانب اہل سنت عن اہل فتنہ صفحہ414 مفتی ابوالطیب قادری داناپوری طبع بریلی" کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے جہاں اہل سنت علماء نے "سید سلیمان ندوی اور ندوۃ العلماء والوں کے کفر و ارتداد" کا فتوی دیا ہے۔

اعتراض 12

ابن قتیبہ کی طرف الامامت والسیاست نسبت درست نہیں ہے۔ اس لنک پر کئی اہم دلائل اور مختلف علماء کرام کے قول موجود ہیں۔

https://islamqa.info/amp/ar/answers/121685

جواب

اس دیئے گے لنک میں یہی دلائل ہے جن کہ جوابات دے دئے گے ہیں.رہی علماء کے اقوال کی بات تو غالبا دو تین عالم ہے وہ بھی دور جدید کے جب کہ "الامامت و السیاست" کو محدث ابن حجر مکی جیسے امام کعبہ نے تصنیف ابن قتیبہ تسلیم کیا ہے اس محدث کی گواھی کے ہوتے ہوئے آج کل کے مولوی کے قول کی کیا حثییت ہے جب کہ "الامامت و السیاست " کو ابن قتیبہ کی تصنیف ہونے کا انکار 1940ء کے بعد کیا گیا اور اس سے پہلے کسی بھی مصری یا سعودی اہل سنت عالم نے اس کتاب کو تصنیف ابن قتیبہ ہونے کاانکار نہیں کیا.حالانکہ دور جدید کہ مشہور اہل سنت مصری عالم جامعہ الازہر علامہ دکتور طہ محمد الزینی نے ڈنکے کی چوٹ پے "الامامت و السیاست" ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے.ملاحظہ ہو:
(الامامت و السیاست فی میزان التحقیق العلمی صفحہ13 ڈاکٹر عبداللہ عسیلان طبع مدینہ منورہ).

اعتراض 13

الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس موضوع پر ایک مکمل تحقیقی کتاب بھی تصنیف کی گئی ہے جس میں بیشمار دلائل دئے گئے ہیں۔

https://ia800701.us.archive.org/9/items/waq34590/34590.pdf.

جواب

جب اہل سنت کے ہاں صحاح ستہ جرح سے محفوظ نہیں رہی اور محدث عرب علامہ ناصر الدین البانی کی طرف سے "ضعیف سنن ترمذی" اور "ضعیف سنن ابن ماجہ" جیسی کتب لکھ دی گئی تو اگر کوئی "الامامت و السیاست" پے فقط 32 صفحات پے مشتمل رسالہ لکھ دے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

📜 الامامت و السیاست پے لکھی گئی اس کتاب پر ایک تحقیقی نظر:

کتاب کا نام "الامامت و السیاست فی میزان التحقیق علمی" ہے اور یہ سعودی محقق ڈاکٹر عبداللہ عسیلان کی تصنیف ہے اس کتاب کے ابتدائی 9صفحات تو خارجی گفتگو کی نظر ہو گے ہیں اور صفحہ9 سے صفحہ22 تک کل تیرہ صفحات پے مشاجرات صحابہ مثل واقعہ احراق اور حضرت عثمان کے متعلق لگائے کے الزامات کی وجہ سے اس کتاب کو سعودی محقق کی طرف سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے جب کہ سعودی محقق کو معلوم ہونا چائیے کہ "واقعہ احراق باب سیدہ فاطمہؑ" تو الامامت و السیاست سے پہلے لکھی گئی کتاب "المصنف ابن ابی شیبہ جلد13 صفحہ468" میں بھی موجود ہے اور رہا حضرت عثمان کے قتل کا فتوی جو کہ حضرت عائشہ نے دیا اور دیگر الزامات کا اثبات تو وہ "الامامت و السیاست" کی اختراء نہیں بلکہ اس بات کے شواہد تو تاریخ طبری،تاریخ کامل،نہایہ ابن اثیر جزری،سیر العالمین امام غزالی،تاریخ ابوالفداء،سیرت حلبیہ،تاریخ الخلفاء سیوطی،مجمع بحارالانوار گجراتی جیسی اھم کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔جب ان اہم واقعات کی بنا پر کسی اہل

سنت نے مذکورہ کتب کا انکار نہیں کیا تو "الامامت و السیاست لابن قتیبہ" کا انکار کیوں کیا جا رہا ہے!

باقی ڈاکٹر عبداللہ عسیلان صاحب "الامامت و السیاست" کا انکار کرنے سے تو رہے الٹا اپنی کتاب کے صفحہ13 پے استاذ الازہر علامہ ڈاکٹر طہ محمد الزینی سے ان الفاظ "فان کتاب الامامة و السیاسة للعالم الفاضل المورخ العظیم عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدنیوری من اشهر الکتب تداولاً بین القراء العربیة لما حواہ من تاریخ حقبہ عزیزة علی نفس کل مسلم" کے ساتھ "الامامت و السیاست کا تصنیف ابن قتیبہ ہونے پر مہر صدق کردی اور اپنی کتاب کے صفحہ28 پے ابن قتیبہ کی توثیق بھی اپنے جید محدثین کی زبان سے نقل کردی۔

سچ نکلتا نہیں پر خدا نکلوا لیتا ہے'

باقی اس محقق عرب نے اپنی کتاب کے صفحہ22 سے لیکر29 تک کتاب "الامامت و السیاست" کے متعلق 12 بے تکے اعتراضات کیے ہیں جن کہ جوابات الحمداللہ اس تحریر میں دے دئیے گے ہیں جیسا کہ تحریر میں موجود معترض کے اعتراضات میں سے 12 اعتراضات اس سعودی محقق کی کتاب سے نقل کیے گے ہیں۔

یہ ہیں اس سعودی محقق کی کتاب کا حال تحقیق کے شائقین سعودی محقق کی کتاب بھی پڑھے اور ہماری تحریر بھی باقی فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔

نتیجہ معترض

المعارف میں ایک محقق کے مضبوط پانچ دلائل اور ان کے علاوہ ان تیرا اضافی دلائل سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کتاب "الامامت والسیاست" ابن قتیبہ کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔ اس کتاب کو ابن قتیبہ کی طرف غلط اور جعلی منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن قتیبہ کی اپنی شخصیت بھی متنازعہ ہے کیونکہ اس کی دوسری کتاب المعارف میں صریح نبی کریم ، اہل بیت کرام اور صحابہ کرام کے حوالے سے نازیبا باتیں بیان کی گئی ہیں۔
تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکثر محدثین اور مؤرخین نے اپنی اپنی کتب میں ابن قتیبہ کی تصانیف کا تذکرہ لکھتے ہوئے الامامت والسیاست کا تذکرہ نہیں کیا اور جن چند لوگوں نے کیا بھی ہے تو انہوں نے یقین کے ساتھ اس کی نسبت ابن قتیبہ کی طرف نہیں کی۔

جواب:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض میں جن پانچ سوالات کی نشاندہی کی گئی ہے ان کے جوابات بمعہ اعتراضات ذیل میں نقل کر دو تاکہ حجت تمام ہو جائے اور رہا معترض کا یہ الزام کے ابن قتیبہ کی شخصیت متنازعہ ہے تو جناب اس کے لیے اپنے ممدوح سعودی محقق عبداللہ عسیلان کی کتاب "الامامت و السیاست فی المزان

التحقیق علمی صفحہ28" پے ماہرین علماء و محدثین رجال کی ابن قتیبہ کے بارے توثیقات ملاحظہ فرما لے۔

سید وحید کاظمی صاحب کے رد کا جوابی رد

اعتراض 1 کا رد

ابن قتیبہ دو وجہ سے اہل سنت کا معتبر عالم نہیں ہے۔

1. الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی طرف جھوٹی منسوب ہے، اس پر پانچ اہم دلائل المعارف کے مقدمہ میں موجود ہیں، جن کو آپ ابھی تک رد نہیں کر سکے اور میرا ایمان ہے کہ قیامت تک رد نہیں کرسکتے۔

اور

بالفرض تسلیم کیا جائے کہ الامامت و السیاست ابن قتیبہ کی ہی کتاب ہے تو پھر بھی اس کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا اور ابن قتیبہ کو اہل سنت کا معتبر عالم کہنا مزید مشکوک ہوجاتا ہے کیونکہ اس کتاب میں موجود روایات اہل سنت کے عقائد و نظریات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

2. ابن قتیبہ کی دوسری مشہور زمانہ کتاب المعارف ہے ، جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ وہ ابن قتیبہ کی ہی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں بھی واضح نبی کریم اور اہل بیت کرام کی گستاخیاں مذکور ہیں، جس سے ابن قتیبہ غیر معتبر عالم بن جاتا ہے۔

▨ اب آتا ہوں آپ کے موجودہ جواب پر...

اس وقت الامامت والسیاست کا قدیم ترین نسخہ وہی موجود ہے جو 1297 ھ میں مصر میں چھاپا گیا۔ باقی سب ایڈیشن اس کے بعد کے ہیں۔

ابن قتیبہ کی یہ کتاب اس سے پہلے کس کس کے پاس تھی؟
اور کیا موجودہ نسخہ من وعن وہی ہے جو بقول آپ کے بڑے بڑے علماء کرام کے زیر مطالعہ رہا ، اس کا فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

◆ قاضی ابوبکر بن العربی نے بھی ابن قتیبہ کو جاہل قرار دیا ہے کیونکہ اس دور میں بھی الامامت والسیاست گستاخانہ روایتوں سے بھری پڑی تھی اور بظاہر ابن قتیبہ کی طرف ہی منسوب تھی۔

◆ علامہ ابن حجر مکی نے بھی الامامت والسیاست کی روایات کو مسترد کیا ہے،
یعنی ایک ایسی کتاب جو ابن قتیبہ کی تصنیف کی ہوئی ہو یا نہ ہو
لیکن ہرگز ، ہرگز اہل سنت کی معتبر کتاب تسلیم نہیں کی جاسکتی۔
اگر کسی اہل سنت عالم نے اس کتاب کو ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم بھی کیا ہے تو اس سے یہ کتاب معتبر تھوڑی ہوجائے گی ، کیونکہ ابن قتیبہ نے المعارف میں بھی کئی گستاخانہ روایات لکھی ہیں۔
میں دوبارہ عرض کردوں کہ الامامت والسیاست کتاب ابن قتیبہ کی ہو یا نہ ہو

اور چاہے کسی بھی صدی میں منظرعام پر آئی ہو۔۔

لیکن اہل سنت کی معتبر کتاب کہہ کر اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کی چاہے کتنی ہی مذموم کوششیں کرتے رہیں

مگر جو حق ہے

وہ ہمیشہ حق ہی رہتا ہے۔

اعتراض 2 کا رد

آپ نے پھر رجال کی بحث چھیڑ دی ہے۔

میں آپ کو المعارف سے ابن قتیبہ کی واضح گستاخیاں دکھا چکا ہوں۔

کیا ایسا شخص جو نبی کریمﷺ کے شجرہ مقدس پر وار کرے ، اسے مسلمان کہنا چاہئے؟

المعارف تو ابن قتیبہ کی تصنیف ہے ، جس پر کسی اہل علم کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

- ◆ کیا گستاخ رسولﷺ اہل تشیع کے ہاں دائرہ اسلام میں داخل ہے؟
- ◆ کیا اہل تشیع کے ہاں گستاخ رسولﷺ کو معتبر عالم سمجھا جائے گا؟

یہ ضروری تھوڑی ہے کہ جن علماء کرام نے ابن قتیبہ کی توثیق کی ہے انہیں ابن قتیبہ کی تمام تصنیفات کا علم بھی تھا۔

آج کے دور میں تو تمام کتب کی تمام عبارات تک رسائی آسان ہے، زمانہ قدیم میں ایسا ممکن نہیں تھا۔ جن علماء کو ابن قتیبہ کی حقیقت معلوم تھی انہوں نے اس پر جرح کی جنہیں معلوم نہ ہوسکی انہوں نے توثیق کردی۔

لیکن آج میں آپ کو المعارف سے بھی ابن قتیبہ کی اصلیت دکھا رہا ہوں تو آپ اسے تسلیم کیوں نہیں کر رہے؟؟

کیا آپ ایسے عالم کی توثیق کریں گے جس کی کتب میں نبی کریم اور اہل بیت کرام کی گستاخیاں موجود ہوں؟

ابن قتیبہ ملعون کی طرف سے نبی کریم کے آباء اجداد کی شان میں گستاخی

تسمية من خلف

على امرأة أبيه بعده

بـــرة — كانت « برّة بنت مُرّ » ، أخت : تميم بن مُرّ ، تحت : خُزيمة ابن مُدركة بن اليـــاس بن مُضر ، فخلف عليهـــا آبنُه : كِنانة بن خُزيمة ، فولدت له : النَّضْر بن كنانة ، وغيره من ولده ، إلا : عبد مناة بن كنانة .

ناجية — وكانت ناجية بنت جَرم بن رَبَّان ، من قُضاعة ، تحت سامَة بن لُؤىّ ، فولدت له : غالبَ بن سامة ، ثم هلك عنها ، فخلف عليها : آبنُه : الحارثُ بن سامة .

واقدة — وكانت « واقدة » من : بنى مازن بن صعصعة ، عند : عَبد مَناف ، فولدت له : نَوفَلا ، وأبا عمـــرو . فهلك عنهـــا ، وخلف عليهـــا : آبنُه : هاشم ابن عبد مناف ، فولدت له : خالدة ، وضَعيفة .

ترجمہ: واقدہ نامی عورت قبیلہ بنی مازن سے تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا عبد مناف کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے ہاشم نے ان سے شادی کرلی۔(یعنی بیٹے نے ماں سے شادی کرلی معاذاللہ ثم معاذ اللہ)

المعارف لابن قتيبة

أبي محمد عبد الله بن مسلم

٢١٣ هـ (٨٢٨ م) – ٢٧٦ هـ (٨٨٩ م)

اعتراض 3 اور 4 کا رد

چلیں مان لیا کہ قاضی ابوبکر بن العربی اور علامہ محمود البغدادی آلوسی کا ابن قتیبہ کو جاہل قرار دینا یا کذاب کہنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا..
بلکہ اسماء الرجال میں ابن قتیبہ پر جرح و تعدیل کو بھی ایک سائیڈ پر رکھتے ہیں۔
مجھے صرف اتنا بتائیں کہ ..
◆ آپ کے نزدیک ابن قتیبہ مسلمان ہے؟ آپ ابن قتیبہ کو کیا سمجھتے ہیں؟ ثقہ؟ عادل؟ مؤمن؟
دو ٹوک جواب دیجئے گا۔

اعتراض 5 کا رد

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تو ابن قتیبہ نام کے دو راوی ذکر کئے ہیں۔ ایک ابن قتیبہ کٹر شیعہ تھا، جس کا پورا نام ابراہیم بن قتیبہ تھا بلکہ شاہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ المعارف نام کی بھی دو کتابیں ہیں ایک اسی شیعہ ابن قتیبہ نے لکھی ہے۔
◆ آپ کی نشاندہی اور تحفہ اثناعشریہ سے کنفرم کرنے کے بعد یہ مسئلہ مزید واضح ہوگیا ہے۔ المعارف اگر دو ہوسکتی ہیں تو الامامت والسیاست اسی شیعہ ابن قتیبہ کی کیوں نہیں ہوسکتی؟

www.Ahlehaq.com

چاک کریں گے۔

اٹھارواں دھوکہ: یہ کہ اپنے مذہب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع احادیث گھڑ لیتے ہیں اور پھر ان کو رواج و شہرت دیتے رہتے ہیں، ان کی اکثر حدیثیں، قصہ و کہانی کے انداز کی ہوتی ہیں۔ بعض الفاظ و صیغے صحیح احادیث سے اڑا کر اس انداز و طریقے سے ادا کرتے ہیں جن سے ان کے مذہب کی تائید نکل سکے۔ اور بعض وقت ایسے صیغے بھی گھڑ لیتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ انبیاء اولوالعزم یہ آرزو رکھتے تھے کہ شیعانِ علی میں محشور ہوں۔ (یعنی ان کا حشر انہیں کے ساتھ ہو) اسی جیسے اور الفاظ و صیغے۔

انیسواں دھوکہ: یہ دیتے ہیں کہ اہلِ سنت کے معتبر رجال اسناد پر نظر رکھتے ہیں ان میں سے کسی کا نام یا لقب ان کے رجال میں سے کسی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ تو اس کی حدیث اور روایت کو اسی کی سند سے منسوب کر دیتے ہیں۔ اب چونکہ دونوں کا نام و لقب ایک ہوتا ہے اس لئے تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور ناواقف سنی ان کے راوی کو اپنا معتبر راوی سمجھنے کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور اس کی روایت پر اعتماد کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً سدی کے نام کے دو راوی ہیں سدی کبیر۔ سدی صغیر۔ اول اہل سنت کے معتبر راوی ہیں اور دوسرا کذاب۔ روایتیں گھڑنے والا خالص متعصب شیعہ۔

یا مثلاً ابن قتیبہ کہ اس نام کے بھی دو راوی ہیں۔ ایک ابراہیم بن قتیبہ جو کٹر شیعہ ہے۔ دوسرے عبد اللہ ابن مسلم قتیبہ جو اہل سنت میں سے ہیں اور کتاب المعارف انہیں کی تصنیف ہے۔ ڈھیٹ پن ملاحظہ ہو کہ اس مذکورہ بالا رافضی نے بھی ایک کتاب لکھی اور اس کا نام بھی کتاب المعارف ہی رکھا۔ تاکہ دونوں کتابوں میں اشتباہ پیدا ہو جائے۔

بیسواں دھوکہ: یہ ہے کہ لغت و عرف کا لحاظ کئے بغیر قرآنی کلمات کی من مانی تفسیر کرتے ہیں اور اس کو اہمیت دینے اور قابلِ اعتبار ٹھہرانے کے لئے اس کی نسبت اہل بیت کی طرف کر دیتے ہیں، مثلاً رب جہاں کہیں وہ مضاف بضمیر خطاب ہو اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو، اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہیں۔ یا مؤمنین یا مومن سے شیعانِ علی مراد لینا اور کافر و کافرین سے اہلِ سنت اور منافق و منافقین سے کبار صحابہ (رضوان اللہ علیہم)

اکیسواں دھوکہ: یہ دیتے ہیں کہ ایک ایسی کتاب جس میں صحابہؓ پر طعن ہو اور مذہب اہلِ سنت کا بطلان ہو خود تصنیف کر کے اس کو اہلِ سنت کے کسی جلیل المرتبہ عالم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اور اس کے خطبہ میں مصنف کی طرف سے یہ وصیت بھی درج کر دیتے ہیں کہ ہم نے اس میں جو کچھ لکھا ہے یہ ہمارا اصلی اور پوشیدہ عقیدہ ہے، اس کو ایک محفوظ امانت اور پوشیدہ بھید سمجھ کر راز میں رکھیں۔ اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اسے ظاہرداری اور زمانہ سازی محض تصور کریں۔ مثلاً کتاب سر العالمین کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسی طرح کی اور کئی کتابیں ترتیب دے کر انہوں نے یہی حرکت کی ہے۔

اب چونکہ ایسے صاحب ذوق لوگ بہت ہی کم ہیں کہ وہ اس فرضی بزرگ مصنف کے طرزِ کلام سے گہری واقفیت رکھتے ہوں کہ ان کے اور دوسروں کے مذاقِ سخن میں فرق و امتیاز کر سکیں اس لئے لامحالہ عام طلبائے دین اس مکر کے چکر میں غوطے کھاتے اور بہت حیران و پریشان ہوتے ہیں۔

شیعہ منافقین کا تقیہ کر کے سنّی بن جانا۔۔۔۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سی ایسی کتب یا روایات مسلمانوں سے منسوب کی جاتی ہیں

جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ شیعہ منافقین کی سازش ہوتی ہے۔

تھے اور اُن کی خدمت کرتے تھے۔ اور محدثین شیعہ کی بہت سی جماعتوں نے روایت کی ہے کہ جب محمد بن عثمان کی وفات کا وقت آیا۔ انھوں نے اکابر شیعہ کو طلب کیا اور سب سے کہا کہ اگر مجھ کو موت آگئی تو ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کی جانب امر نیابت و سفارت منتقل ہوگا مجھے یہ حکم حضرت صاحب الامرؑ کی جانب سے ملا ہے کہ ان کو اپنے بعد نائب قرار دوں۔ میرے بعد اپنے امور میں ان کی طرف رجوع کرنا۔ اس لیے تمام شیعہ اُن کی طرف رجوع کرتے تھے اور اکیس ۲۱ سال سے زیادہ وہ سفارت میں مشغول رہے اور تمام شیعوں کے مرجع رہے اور اس طرح تقیہ کیے ہوئے تھے کہ اکثر سنی حضرات ان کو اپنے میں سے سمجھتے تھے۔

۳۴۲

اور اُن سے نہایت محبت کرتے تھے، یہاں تک کہ ماہ شعبان ۳۲۶ھ میں ریاض جنت کی جانب رحلت کی اور حضرت صاحب الامر کے حکم سے شیخ جلیل علی بن محمد سمری کو اپنا وصی اور قائم مقام قرار دیا اور تین سال تک امر نیابت اُن سے متعلق رہا اور وہ نیمہ شعبان ۳۲۹ھ میں رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ اور یہ ستاروں کی تاثیر تھی کہ ا[...] اس سال عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اور غیبت کبریٰ کی ابتدا[...] آثار امامت منقطع ہوئے۔ اسی سال ثقۃ الاسلام محمد بن یعقو[...] علی بن بابویہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ احمد بن ابرا[...] کے ساتھ علی بن محمد سمری کی خدمت میں گئے جب حاضر ہوئے تو[...] خدا رحمت کرے علی بن محمد بن بابویہ قمی پر جو اس وقت رحمت ا[...] یہ سن کر مشائخ نے اس روز کی تاریخ لکھ لی۔ اُس کے سات یا آ[...]

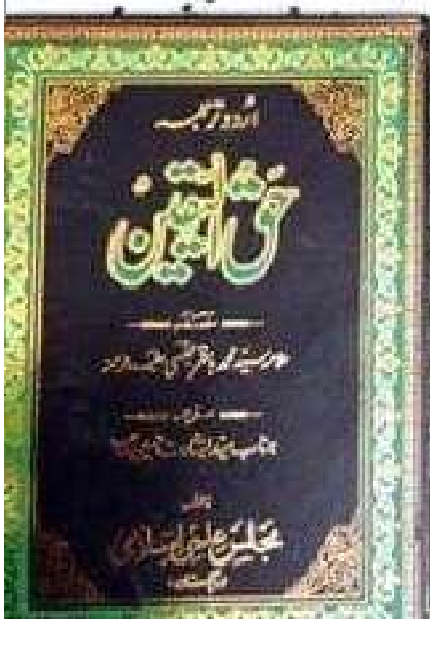

20July14

شیعہ منافقین سے ہوشیار۔۔۔!!!

پھر تو اہل سنت والے ابن قتیبہ پر الزامات بھی صاف ہوجاتے ہیں، کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ شیعہ ابن قتیبہ نے دونوں کتابوں میں گستاخانہ عبارات لکھی ہوں، کیونکہ شیعہ عقائد کے مطابق بطور تقیہ جس کا جو دل چاہے لکھ سکتا ہے!!
کئی ایسے شیعہ عالم ہیں جو بطور تقیہ اہل سنت کے عالم بن کر کتب تصنیف کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جاسکے۔

اعتراض 6 کا رد

جب ابن قتیبہ نام کے دو مصنفین تھے تو کئی علماء بھی دھوکا کھا گئے اور الامامت والسیاست کو اہل سنت کے ابن قتیبہ کی طرف منسوب کردیا۔
لیکن اس کتاب میں موجود گستاخانہ باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ کتاب اہل سنت کے عقائد و نظریات کی ترجمانی نہیں کرتی اور کسی اہل سنت عالم سے اس قسم کی تصنیف ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے جس نے بھی یہ کتاب لکھی ہے اسے بحرحال اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا درست نہیں ہے۔

اعتراض 7 کا رد

اگر کتاب کی عبارات سے واضح اہل سنت عقائد کی خلاف ورزی ثابت ہوجائے تو پھر مزید اس پر ضد کرنے سے کیا حاصل؟
ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں۔

ابن قتیبہ چاہے شیعہ تھا ، یا تقیہ باز سنی تھا یا عبداللہ بن مسلم قتیبہ الامامت والسیاست کا مصنف ہی تھا۔

گستاخانہ روایات والی کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب کسی بھی صورت تسلیم نہیں کی جاسکتی۔

◆ تاریخ طبری، تاریخ کامل یا کسی بھی تاریخی کتاب میں موجود کوئی بھی تاریخی واقعہ آنکھ بند کر کے تسلیم نہیں کیا جاتا، اہل علم روایات کو اسناد کی روشنی میں ہی قبول کرتے ہیں۔

اعتراض 8 کا رد

آپ نے شاید اس اعتراض پر غور ہی نہیں کیا۔

◆ المعارف اور الامامت والسیاست کے اسلوب کی بات کی گئی ہے۔انداز بیان کی بات کی گئی ہے۔

◆ دوسرا اہم نکتہ اہل سنت کے عقائد کی واضح خلاف ورزی الامامت والسیاست میں بیان کی گئی ہے۔ اس پر حد یہ ہے کہ آپ ابن قتیبہ کو اہل سنت کا معتبر عالم اور "الامامت والسیاست" کو اہل سنت کی معتبر کتاب بھی قرار دے رہے ہیں۔

◆ ایک عام سنی بھی صحابہ کرام کی فضیلت و شان کا قائل ہے جبکہ الامامت والسیاست کا مصنف جو بھی ہے بحرحال بغض صحابہ اس کے عقائد میں ضرور شامل ہے۔

آگے آپ نے مشاجرات صحابہ اور مظالم بنو امیہ کا بیان بخاری، مسلم ، المصنف ، تاریخ طبری اور تاریخ ابن کثیر میں موجود ہونے کا جواز بتاکر الامامت والسیاست کی توثیق کی ہے۔
اگر واقعی یہ حقیقت ہوتا تو پھر الامامت والسیاست جیسی مشکوک کتاب پر اتنا زور لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

- ♦ مشاجرات صحابہ اور مظالم بنوامیہ پر "صحیح روایات" ان تمام کتب میں موجود ہوتیں تو پھر ابن قتیبہ نامی شیعہ اور دوسرے شیعہ علماء کو کیا ضرورت تھی کہ تقیہ کر کے سنی عالم دین بن کر مختلف کتب تصنیف کرتے رہے اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جاتا رہا..!!؟؟

- ♦ جنگ جمل اور جنگ صفین ناقابل تردید حقائق ضرور ہیں لیکن ان کے متعلق تمام روایات صحیح السند تھوڑی ہیں۔ بحرحال یہ ہمارہ موضوع نہیں ہے، اس لئے زیربحث موضوع تک رہیں، فی الوقت الامامت والسیاست پر میرے دلائل کو رد کریں۔

اعتراض 9 کا رد

آپ نے پھر کئی علماء کرام کے نام لکھ کر صرف یہ ثابت کیا ہے کہ الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی تصنیف ہے!!
جبکہ میرا اعتراضی نکتہ یہ تھا کہ ..

◆ جن علماء کرام نے الامامت والسیاست کو ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے وہ یہ بھی مؤقف رکھتے ہیں کہ اس کتاب میں کئی روایات ناقابل قبول ہیں کیونکہ جعلی ہیں۔
آپ کو اس کا رد یہ کرنا تھا کہ جن علماء کی فہرست پیش کی ہے ، انھی سے اس کتاب کی توثیق بھی پیش کرتے۔

باقی میں اوپر عرض کرچکا ہوں کہ الامامت والسیاست ابن قتیبہ (اہلسنت) کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے یا شیعہ تقیہ باز ابن قتیبہ کی وجہ سے علماء کرام مغالطہ کھا گئے، اس کے باوجود اس کتاب میں موجود روایات کی وجہ سے انہوں نے مذمت بھی بیان کی ہے۔

یعنی یہ کتاب الامامت والسیاست اہل سنت کے ہاں معتبر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

آگے آپ نے غیر متعلقہ باتیں لکھی ہیں۔

◆ غنیتہ الطالبین بھی متنازعہ کتاب ہے، اسے اہل سنت کی معتبر کتاب کوئی نہیں کہتا، مولانا مودودی کا قول پیش کرنے سے اس کے تمام اقوال و اعمال سے متفق ہونا ضروری تھوڑی ہے۔

◆ آپ نے مودودی کے متعلق تفصیل لکھ کر بھی اپنا وقت ضایع کیا ہے، مجھے کہتے میں آپ کو دس سے اوپر کتب بھیج دیتا جو علمائے اہل سنت نے مودودی کی کتب کے رد میں لکھی ہیں۔بحرحال مودودی ہمارہ موضوع نہیں ہے۔

اعتراض 10 کا رد

اس اعتراض کے ذیل میں آپ نے بہت بڑا دعوی کردیا ہے۔

بقول آپ کے...

◆ واقعہ "احراق باب فاطمہ" اور "اختلاف انعقاد خلافت ثلاثہ" صحیح بخاری اور المصنف میں بھی موجود ہے۔ المصنف میں تو صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات موجود ہیں۔ لیکن صحیح بخاری میں یہ واقعات خاص طور پر آگ دربتول کہاں بیان ہوا ہے؟

مجھے یاد ہے آگ دربتول پر آپ سے ایک بار مناظرہ بھی طئہ پایا تھا، لیکن پھر کسی وجہ سے ہماری گفتگو نہ ہوسکی۔

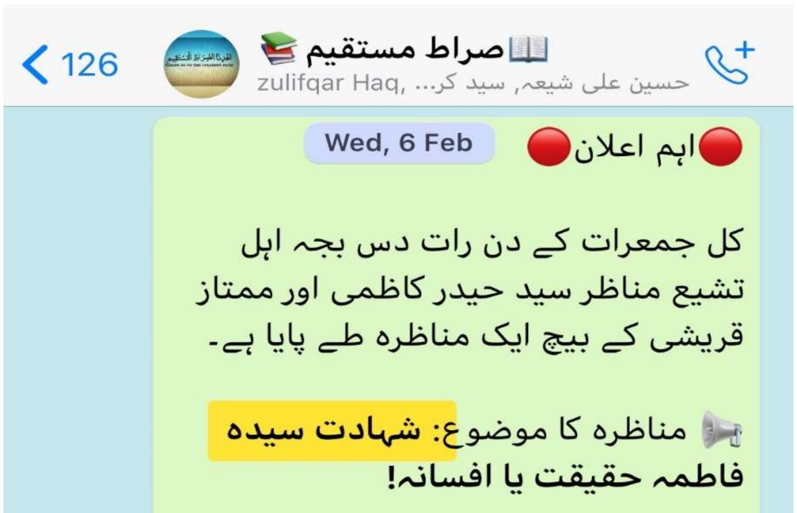

اگر آپ چاہیں تو اس موضوع کو الگ سے زیربحث لاسکتے ہیں۔

◆ ابن قتیبہ تحقیق کے بعد متنازعہ عالم بن چکا ہے۔ ایک شیعہ تقیہ باز ابن قتیبہ اور دوسرا اہل سنت کا ابن قتیبہ دونوں میں تفریق کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس لئے جس کتاب میں اہل سنت عقائد کے خلاف جھوٹی روایات ہوں گی اسے شیعہ ابن قتیبہ کی تصنیفات ہی سمجھا جائے گا کیونکہ ایک عام سُنی بھی نبی کریمﷺ ،اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت رکھتا ہے تو کوئی عالم کس طرح عقائد اہل سنت کے خلاف کچھ لکھ سکتا ہے، یہ جرآت صرف تقیہ میں لتھڑا ہوا ایک غلیظ ذہن کرسکتا ہے۔

اعتراض 11 کا رد

آپ نے مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی کی رائے کو اس دلیل سے رد کیا ہے کہ وہ پچاس ساٹھ سال پہلے کا ہے۔

میں آپ کو ایک اور حوالہ بھی دکھاتا ہوں۔

شاملة کے اس لنک کے مطابق الامامت والسیاست کے متعلق علماء کا یہی مؤقف ہے کہ ابن قتیبہ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔

http://shamela.ws/index.php/author/249

شمس الدين أبو العباس أحمد بن محمد بن خلكان نے اپنی شہرہ آفاق کتاب وفیات الاعیان میں ابن قتیبہ کے حالات اور اس کی تصانیف پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔

◆ اگر الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی تصنیف ہوتی اور واقعی اہل علم کے لئے اہمیت کی حامل ہوتی یعنی بقول آپ کے اہل سنت کی معتبر کتب میں شمار ہوتی تو ابن خلکان ابن قتیبہ کی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کرتے۔

المكتبة الشاملة

وفيات الأعيان

ابن خلكان

الكتاب: وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان

المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ)

المحقق: إحسان عباس

الناشر: دار صادر - بيروت

الطبعة:

الجزء: 1 - الطبعة: 0، 1900

الجزء: 2 - الطبعة: 0، 1900

(78) وراوياه: قنبل وهو محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن خالد بن سعيد بن جرجة المكي المخزومي (1) ، توفي سنة إحدى وتسعين ومائتين وله ست وتسعون سنة.

(79) وراويه الآخر البزي، وهو أحمد بن محمد بن عبد الله بن القاسم بن نافع بن أبي بزة بشار الفارسي، كنيته أبو الحسن (2) ، توفي سنة سبعين ومائتين وله ثمانون سنة، رحمهم الله أجمعين.

328 - (3)

ابن قتيبة

أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري، وقيل المروزي، النحوي اللغوي صاحب كتاب " المعارف " و " أدب الكاتب "؛ كان فاضلاً ثقة، سكن بغداد وحدث بها عن إسحاق بن راهويه وأبي إسحاق إبراهيم بن سفيان بن سليمان بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن زياد بن أبيه الزيادي (4) وأبي حاتم السجستاني وتلك الطبقة، وروى عنه ابنه أحمد وابن دُرُستُويه الفارسي،

وتصانيفه كلها مفيدة، منها ما تقدم ذكره، ومنها " غريب القرآن الكريم " و " غريب الحديث " و " عيون الأخبار " و " مشكل القرآن " و " مشكل الحديث " و " طبقات الشعراء " و " الأشربة " و " إصلاح الغلط " و " كتاب التقفية " و " كتاب الخيل " و " كتاب إعراب القراءات " (5)

(1) انظر غاية النهاية 2: 165 وعبر الذهبي 2: 89 والشذرات 2: 208.

(2) انظر غاية النهاية 1: 119 وعبر الذهبي 1: 455 والشذرات 2: 120 وميزان الاعتدال 1: 144.

(3) ترجمته في انباه الرواة 2: 143 وهناك ثبت بمصادر أخرى في الحاشية.

(4) سقط نسب الزيادي من ص س.

(5) س: القرآن.

الجزء: 3 ¦ الصفحة: 42

و " كتاب الأنواء " و " كتاب المسائل والجوابات " (1) و " كتاب الميسر والقداح " وغير ذلك. وأقرأ كتبه ببغداد إلى حين وفاته، وقيل أن أباه مروزي، وأما هو فمولده ببغداد، وقيل بالكوفة، وأقام بالدِّينورِ مدةً قاضياً فنسب إليها.

وكانت ولادته سنة ثلاث عشرة ومائتين، وتوفي في ذي القعدة سنة سبعين، وقيل سنة إحدى وسبعين، وقيل أول ليلة في رجب، وقيل منتصف رجب سنة ست وسبعين ومائتين، والأخير أصح الأقوال، وكانت وفاته فجأة، صاح صيحة سمعت من بُعد ثم أغمي عليه ومات، وقيل أكل هريسة فأصابه حرارة ثم صاح صيحة شديدة ثم أغمي عليه إلى وقت الظهر ثم اضطرب ساعة ثم هدأ فما زال يتشهد إلى وقت السحر، ثم مات رحمه الله تعالى.

(80) وكان ولده أبو جعفر أحمد بن عبد الله المذكور فقيهاً (2) ، وروى عن أبيه كتبه المصنفة كلها وتولى القضاء بمصر، وقدمها في ثامن

عشر جمادى الآخرة سنة إحدى وعشرين وثلثمائة، توفي بها في شهر ربيع الأول سنة اثنتين وعشرين وثلثمائة، وهو على القضاء ومولده ببغداد.

والناس يقولون: إن أكثر أهل العلم يقولون: إن أدب الكاتب خطبة بلا كتاب، وإصلاح المنطق كتاب بلا خطبة، وهذا فيه نوع تعصب عليه، فإن " أدب الكاتب " قد حوى من كل شيء وهو مفنَّن، وما أظن حملهم على هذا القول إلا أن الخطبة طويلة، و " الإصلاح " بغير خطبة، وقيل أنه صنف هذا الكتاب لأبي الحسن عبيد الله بن يحيى بن خاقان وزير المعتمد على الله بن المتوكل على الله الخليفة العباسي، وقد شرح هذا الكتاب أبو محمد بن السيد البطليوسي - الآتي ذكره أن شاء الله تعالى - شرحاً مستوفى، ونبه على مواضع الغلط منه، وفيه دلالة على كثرة اطلاع الرجل، وسماه الاقتضاب في " شرح أدب الكتَّاب "

وقتيبة: بضم القاف وفتح التاء المثناة من فوقها

اعتراض 12 کا رد

آپ نے یہاں ایک اور خیانت کی ہے۔ میں نے جو لنک دیا ہے اسے بغیر پڑھے ہی جواب دے دیا ہے۔

وہاں پہلہ جملہ ہی اس بات سے شروع ہوتا ہے کہ الامامت والسیاست ابن قتیبہ کی طرف جھوٹی منسوب ہے۔

اس کے بعد محققین کے حوالے سے کئی دلائل دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ یہ کتاب کسی رافضی کی تصنیف شدہ ہے۔

ان دلائل میں کہا گیا ہے کہ صحابہ کرام کے خلاف کئی روایات اس کتاب میں موجود ہیں، خلافت پر جو روایات بیان کی گئی ہیں وہ رافضیوں کی تائید کرتی ہیں۔

اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے

وقال الشيخ مشهور حسن سلمان في كتابه "كتب حذر منها العلماء" (2/298-301) : " الإمامة والسياسة : كتاب مكذوب على ابن قتيبة . رحمه الله تعالى . ، وعلى الرغم من ذلك ؛ فهو مصدر هام عند كثير من المؤرخين المعاصرين ، ويجب التعامل مع هذا الكتاب بحذر شديد ؛ إذ حوى مغالطات كثيرة ، ولذا ؛ شكك ابن العربي من نسبة جميع ما فيه لابن قتيبة .

◆ اس کے بعد سات اہم دلائل دیکر ثابت کیا گیا ہے کہ الامامت والسیاست اہل سنت کے ابن قتیبہ کی کتاب نہیں ہے۔

ان دلائل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ ابن قتیبہ ہی اس کتاب کا اصل مصنف ہے۔ اسی لنک میں المعارف کے مقدمہ کا بھی ذکر ہے ، جس کے دلائل آپ نے ابھی تک رد نہیں کر سکے۔

اعتراض 13 کا رد

کچھ سادہ سی باتیں پہلے سمجھیں۔

◆ جن علماء اہل سنت نے الامامت والسیاست کو ابن قتیبہ کی کتب میں شامل کیا ہے انھوں نے اس کی مذمت بھی بیان کی ہے۔

◆ تحقیق کے مطابق ابن قتیبہ نام کے دو عالم ہیں۔ ایک اہل سنت کا اور دوسرا اہل تشیع کا۔

◆ الامامت والسیاست کا متن واضح شیعہ عقائد کے مطابق ہے۔ اب یہ تو ممکن نہیں کہ اہل سنت کا عالم شیعہ عقائد کی تائید میں کتاب لکھ دے، یہ کام صرف شیعہ عالم ہی کر سکتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے دوبارہ ابن قتیبہ کی توثیق رجال سے پیش کی ہے جبکہ میں آپ کو ابن قتیبہ پر جرح بھی دکھا چکا ہوں۔

٤٤٦٠ ـ عبد الله بن مسلم بن قُتَيبة، أبو محمد، صاحب التصانيف.

ورأيت في «مرآة الزمان» أن الدارقطني قال: كان ابن قتيبة يميل إلى / [٣٥٨:٣] التشبيه، [منحَرِف عن العِترَة][1]، وكلامُه يدلّ عليه.

وقال البيهقي: كان يرى رأي الكَرّامية.

مراہ الزمان میں میں نے دیکھا کہ ابن قتیبہ کہ بارے میں دارقطنی کا کہنا ہے کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور اہل بیت سے منحرف تھا، اس پر اس کا کلام بھی دلالت کرتا ہے۔ بیہقی نے اسے کرامیہ کہا ہے۔

وذكر المسعودي في «المُرُوج» أن ابن قتيبة استمدَّ في كتبه من أبي حنيفة الدِّينوري.

مروج میں مسعودی نے کہا کہ اس نے اپنی کتابوں میں ابو حنیفہ دینوری کے مضامین سے مدد لی۔

وسمعت شيخي العراقي يقول: كان ابن قتيبة كثيرَ الغَلَط.

میں نے اپنے شیخ عراقی سے سنا کہ ابن قتیبہ کثیر الغلط تھا۔

ابن قتیبہ کی سیرت اور اس کی تحریر پر لسان المیزان میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ابن قتیبہ پر شیعہ ہونے کا فتوی، اہل بیت سے منحرف ہونے کا الزام، کرامیہ عقائد پر قائم اور ابو حنیفہ دینوری جیسے کٹر امامی شیعہ کی کتابوں سے استفادہ کرنے والا اور غلطیوں کا پیکر بیان کیا گیا ہے۔

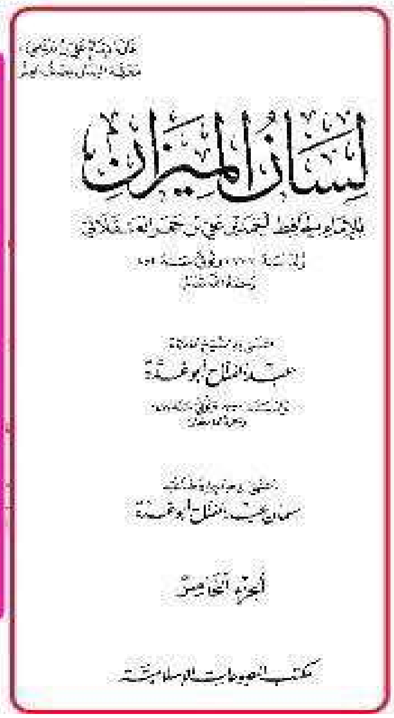

وما أميلنا إلى أن نأخذ بما سبق فى «المدارك» ، حين تحدّث عن أبى جعفر أحمد ، وأنه كان يحفظ مصنفات أبيه ، وعدّتها أحد وعشرون مصنفا ، وما هذا العدد بقليل على عالم من العلماء، عُمر مثل ما عمر ابن قتيبة ، لاسيما والمؤلفات من المؤلفات ذات الأجزاء .

* * *

بقى بعد هذا كتاب شاعت نسبته إلى ابن قتيبة ، وليس له ، وهو : كتاب الإمامة والسياسة .

والأدلة على بطلان نسبة هذا الكتاب إلى ابن قتيبة كثيرة، منها :

(١) أن الذين ترجموا لابن قتيبة لم يذكروا هـذا الكتاب بين ما ذكروه له . اللهم إلا القاضى أبا عبـد الله التوزى المعروف بابن الشباط . فقد نقـل عنه فى الفصل الثانى من الباب الرابع والثلاثين من كتابه «صلة السمط» .

(٢) أن الكتاب يذكر أن مؤلفـه كان بدمشق، وابن قتيبة لم يخرج من بغـداد إلا إلى الدينـور .

(٣) أن الكتاب يروى عن أبى ليلى، وأبو ليلى كان قاضياً بالكوفة سنة (١٤٨ هـ) أى قبل مولد ابن قتيبة بخمس وستين سنة .

(٤) لأن المؤلف نقل خبر فتح الأندلس عن امرأة شهدته . وفتح الأندلس كان قبل مولد ابن قتيبة بنحو مائة وعشرين سنة .

(٥) أن مؤلف الكتاب يذكر فتح موسى بن نصير لمراكش، مع أن هذه المدينة شيدها يوسف بن تاشفين سلطان المرابطين سنة ٤٥٥ هـ ، وابن قتيبة توفى سنة (٢٧٦ هـ) .

اب یہاں ایک احتمال یہ بھی ممکن ہے۔

1. توثیق و جرح اہل سنت ابن قتیبہ پر کی گئی ہے کیونکہ تقیہ باز ابن قتیبہ کی وجہ سے علماء کرام اصل ابن قتیبہ کی تصنیفات میں تمیز نہ کرسکے۔

◆ اہل سنت کے ابن قتیبہ کی توثیق پیش کر کے آپ اہل تشیع کے ابن قتیبہ کی کتاب الامامت والسیاست کو اہل سنت کی معتبر کتاب کیسے قرار دے سکتے ہیں، جبکہ اسی کتاب کا متن چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اسے کسی تقیہ باز شیعہ نے لکھا ہے۔

اس کے بعد آپ نے پانچ اہم دلائل کو جس طرح رد کرنے کی کوشش کی ہے وہ بھی قابل دید ہیں۔

پھر مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے زبانی کلامی دعوے کیے ہیں!!

محترم۔۔ میں نے پانچ دلائل المعارف کے مقدمہ سے دکھائے ہیں۔ یہ محقق ثروت عکاشہ کی تحقیق کا نتیجہ ہیں۔

ایک اور دلچسپ حقیقت

آپ نے مراکش والی دلیل کا اتنا جاہلانہ رد کیا ہے کہ اللہ کی پناہ!
دلیل کچھ اس طرح ہے۔

♦ اس کتاب الامامت والسیاست کے مؤلف نے مراکش کی فتح موسی بن نظیر کے حوالے سے بیان کی ہے، حالانکہ مراکش کو یوسف بن تاشقین نے 455ھجری میں آباد کیا تھا اور اہل سنت کے ابن قتیبہ کی وفات 276 ھجری میں ہوچکی تھی۔

☒ آپ نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک علاقے کا دو بار فتح ہونا ممکن ہے اور ہوسکتا ہے کہ مراکش ایک بار موسی بن نظیر کے ہاتھوں فتح ہوا ہو اور دوسری بار 455 ھجری میں یوسف بن تاشقین کے ہاتھوں!!

اس جواب سے پہلے آپ کو مراکش کی تاریخ دیکھنی چاہئے تھی۔

گھر کر جاتی ہیں۔

مراکش : (Marrakesh) مراکش کے تین روایتی دارالحکومتوں میں سے ایک، مراکش کے توسیعی منطقے کا انتظامی صدر مقام۔ یہ گرینڈ اطلس کے دامن میں کیسا بلانکا کے جنوب مغرب میں تقریباً ۱۶۰ میل کی دوری پر واقع ہے اور ریل کے ذریعے بھی کیسا بلانکا سے مربوط ہے۔ شمالی افریقہ میں یہ خوبصورت ترین شہر ہے پکا شہر فصیل سے گھرا ہوا ہے۔ قطبیہ مسجد یہاں کی بہترین مسجد ہے جسے ... ء میں تعمیر کیا گیا۔ اس کے میناروں کی بلندی ۲۲۰ فٹ ہے۔ اسے مرابطی حکمران یوسف ابن تاشفین نے ۱۰۶۲ء میں اپنی سلطنت کا صدر مقام بنایا تھا۔ موحدین کے عہد میں بھی یہ مراکش کا صدر مقام رہا۔ ستمبر ۱۹۱۲ء میں اس پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔ امریکا کا فضائی اڈہ ۱۹۵۴ء میں مکمل ہوا۔ آبادی ۵ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

مراکش : (Morocco) شمالی مغربی افریقہ کا ایک ملک، اس کے مشرق میں الجزائر، مغرب میں بحر اوقیانوس، شمال میں بحیرہ روم اور جنوب میں مارٹینیا واقع ہیں۔ بحیرہ روم کے ساتھ شمالی ساحلی میدان (بشمول ریف پہاڑیوں کے) سطح بحر سے ...، فٹ کی بلندی سے ۱۳۶۰۰ فٹ کی بلندی تک واقع ہے۔ دارالحکومت رباط، دیگر بڑے شہروں میں فیض، دارالبیضا، طنجہ، مراکش، تطوان اور مکناس شامل ہیں۔ رقبہ ۱۱ء۵، ۲ اور آبادی ۲۲۰۰۰۰۰۰،
اطلس اعظم، وسطی اطلس اور اطلس داخلیہ اہم پہاڑی سلسلے ہیں عمارتی لکڑی، گندم، جو، سبزیاں، انجیر، انگور اور زیتون زرعی پیداوار ہیں۔ فاسفیٹ، مینگنیز، کوبالٹ، خام لوہا، سیسہ، جست اور پٹرول اہم معدنی پیداوار اور کپڑا، چمڑے کی مصنوعات سیمنٹ، شراب اور رنگ اہم صنعتی پیداوار ہیں۔

۱۱۰۰ ق م میں میلیلا (Melilla) طنجہ (Tangier) اور لارا کی (Larache) میں فونیقی آباد تھے۔ رومنوں نے شمالی مراکش کو مارٹینیا، ٹنجیٹانا (Tingitana) میں تبدیل کر دیا۔ حضرت عقبہ بن نافعؓ اور موسیٰ بن نصیرؓ نے اسے ۶۰۰ء میں فتح کرکے یہاں اسلام کو متعارف کرایا۔ ۱۰۶۴ء تا ۱۲۶۹ء دو مشہور خاندانوں مرابطین اور موحدین کی حکومت رہی ۱۵۰۰ء میں اہل سپین اور پرتگال نے مراکش کی تمام بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۰۰ء کے وسط میں فرانس، سپین، برطانیہ، اٹلی اور جرمنی نے اہل مراکش پر اپنا اپنا اثر و رسوخ ڈالنے کی کوششیں

امیر کے خلاف محاذ قائم کرکے ریف پر حملہ کر دیا اور اپنی روایات کے مطابق ریف کے بعض قبائلی شیوخ کو رشوت دے کر امیر کے خلاف اکسایا، جس کے نتیجہ میں ۱۹۲۶ء میں امیر نے فرانسیسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ حکومت فرانس نے انہیں بحر ہند کے ایک جزیرے میں نظر بند کر دیا۔ جہاں سے غازی موصوف نے دوسری عالمی جنگ کے بعد آزادی حاصل کی اور مصر میں قیام پذیر ہوگئے۔

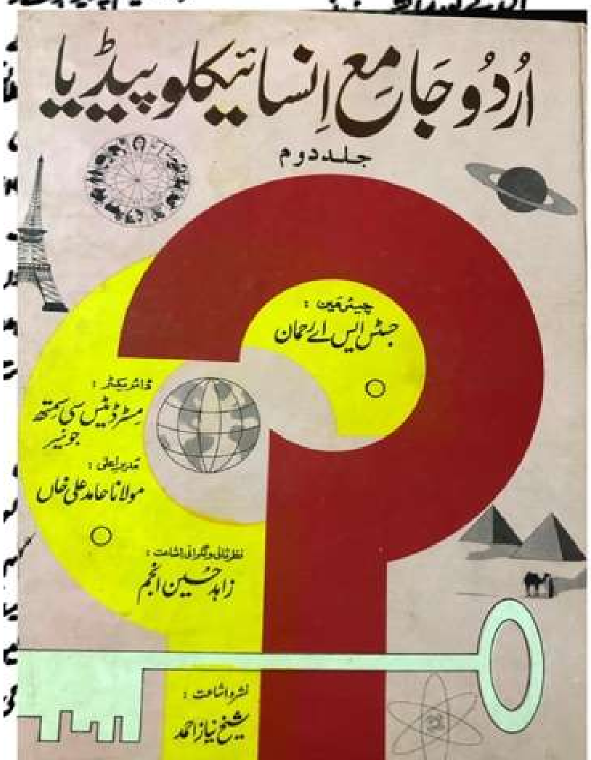

فرانس اپنی شرائط سے منحرف ہوگیا ہے، اس لئے اس کی حفا... حکومت ختم کر دی جائے۔ مراکش نے دونوں عالمی جنگوں میں... شرکت کرکے تحریک آزادی کی اعانت کی تھی، اس لئے مرا... میں جمہوری نظام کا قیام عمل میں لاکر سلطان محمد خامس بن یو... کو اس کا انتظام سونپا جائے۔ تحریک آزادی کے سلسلے میں... جنرل احمد اور علال الفاسی کا کام نمایاں رہا۔ فرانسیسی حکا... نے جبر و تشدد کے ذریعے قوم پرست رہنماؤں کو گرفتار کرا... جس کے نتیجہ میں مراکش کے عوام نے ہنگاموں اور مظاہرو... سلسلہ شروع کر دیا۔

سلطان خود غیر ملکی مظالم کے خلاف تھا۔ ۱۹۴۷ء کے موسم... میں اس نے طنجہ کا دورہ کیا۔ جس کا مقصد مراکشی اتحاد اور... کو برقرار رکھنا تھا۔ ۱۹۵۰ء میں سلطان نے پیرس کا دورہ... اور فرانسیسی حکام سے مذاکرات کئے، لیکن ناکام لوٹا۔ د... اثنا اقوام متحدہ نے بھی مداخلت کی۔ لیکن ۲ نومبر ۱۹۵۲ء... فرانس کے وزیر اعظم نے جنرل اسمبلی میں یہ اعلان کیا کہ...

مسترد کر دیا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۷۸ء کو کوئٹہ کی ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے جا رہے تھے کہ ریوالوروں اور خنجروں سے چند مسلح افراد نے حملہ کر کے شہید کر دیا بعد ازاں ۲۱ اگست ۱۹۷۸ء پر حکومت بلوچستان نے ان کی خدمات کے اعتراف کے

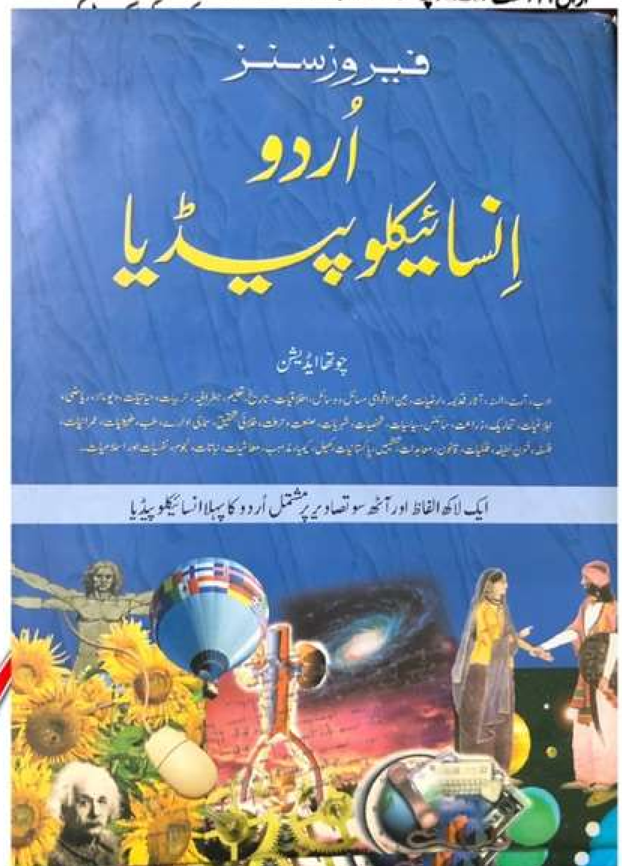

چنے گئے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو جنتا پارٹی کے پارلیمانی گروپ کے لیڈر منتخب ہوئے اور عام انتخابات میں جنتا پارٹی کی کامیابی کے بعد وزیر اعظم کے منصب پر فائز ہوئے اور ۱۹۷۹ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۸۰ء کے عبوری انتخابات میں ان کی پارٹی اندرا کانگرس سے ہار گئی۔ ۱۹۹۱ء میں حکومت پاکستان نے انہیں ہلال پاکستان کا اعزاز دیا۔

مراکش (Morocco)۔ شمال مغربی افریقہ کی ایک مسلم سلطنت۔ اس کے شمال میں بحیرۂ روم، مشرق اور جنوب مشرق میں الجزائر، جنوب میں دی صحراوی عرب جمہوریہ اور مغرب میں اوقیانوس ہے۔ رقبہ: ۱۷۲۴۱۳۔ مربع میل (۴۴۶۵۵۰ مربع کلومیٹر) آبادی (۲۰۰۱ء): ۳۰۰۰۰۰۰۰ تقریباً ۹۹ فیصد بربر اور باقی عرب دارلسلطنت۔ رباط: سب سے بڑا شہر، کاسابلانکا دیگر اہم شہر: مراکش، فیض زبان: عربی (سرکاری)، بربر، فرانسیسی۔ مذہب: اسلام۔ سکہ: درہم۔

ملک کا میدانی علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔ مشرق میں کوہ اطلس (اٹلس) کا سلسلہ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ پہاڑوں پر گھنے جنگل ہیں اور وادیوں میں نوکیلی گھاس اُگتی ہے۔ گیہوں اور جو اہم زرعی اجناس ہیں۔ معدنیات میں مینگنیز،

فاسفیٹ، خام لوہا، جست اور تانبا قابلِ ذکر ہیں۔ پھل، پولٹری، چمڑا اور معدنیات کا وافر حصہ برآمد کیا جاتا ہے۔ ملک میں موروثی بادشاہت قائم ہے۔ کاروبارِ حکومت میں شاہ کی اعانت وزیر اعظم کرتا ہے۔ ایک ایوانی ایوان نمائندگان (پارلیمنٹ) کے دو تہائی ارکانِ بالغ حق رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کیے جاتے ہیں، اور ایک تہائی کو مختلف فرقوں کی اسمبلیاں اور پیشہ وارانہ تنظیمیں منتخب کرتی ہیں۔ ایوانِ نمائندگان ۳۰۶ ارکان پر مشتمل ہے۔ ان میں ۲۰۶ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اور بقیہ ۱۰۰ مقامی کونسلر نامزد کرتے ہیں اور ان کی میعادِ رُکنیت ۶ سال ہے۔ ملک ۳۷ صوبوں اور ۵ میونسپلٹیوں میں منقسم ہے اور ان پر گورنر حکومت کرتے ہیں۔

قدیم زمانے میں مراکش کا علاقہ سلطنت کارتھیج (قرطاجنہ) میں تھا۔ ۵۰۰ ق۔ م میں سلطنتِ روم کے زیرِ نگیں آیا اور رومنوں نے اسے ... افریقی علاقے ماریطانیہ کا صوبہ بنادیا۔ بعد ازاں یہ مختلف قبائل کے حملوں کا ... بنتا رہا۔ ۶۸۳ء میں مشہور عرب سپہ سالار عقبہ بن نافع نے اس پر حملہ کیا۔ ۷۰۵ء میں موسیٰ بن نصیر نے دوسری بار حملہ کر کے اسے فتح کیا۔ ۷۱۱ء میں طارق بن زیاد یہیں سے یورپ پر حملہ آور ہوا اور سپین میں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی، لیکن باقاعدہ اسلامی حکومت کی بنیاد حضرت علیؓ کے پڑپوتے جناب ادریس (بن عبداللہ بن حسینؓ بن علیؓ) نے ۷۸۸ء میں رکھی، جو بنوامیہ کے مظالم سے تنگ آ کر مراکش چلے آئے تھے۔ اس وقت یہ علاقہ مغرب الاقصیٰ کے نام سے معروف تھا۔ دسویں صدی عیسوی میں یہ سلطنت مختلف قبائلی سرداروں میں منقسم ہوگئی، حتیٰ کہ گیارھویں صدی عیسوی کے اواخر میں بربروں کے ایک خاندان مرابطین نے اس پورے علاقے کو اپنی سلطنت (جو سینیگال سے سپین تک پھیلی ہوئی تھی) میں شامل کر لیا۔ (دیکھیے مرابطین)۔

پندرھویں صدی میں پرتگال اور سپین نے مراکش کی تمام بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا۔ سترھویں صدی میں مراکشی مجاہدین آزادی نے متعدد شہر آزاد کرا لیے اور بادشاہت کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۰۶ء میں فرانس کو مراکش میں خصوصی مراعات حاصل ہوگئیں۔ ۱۹۱۲ء میں فرانس اور سپین کے مابین ایک معاہدہ ہوا

📚 موسی بن نظیر نے اندازآ 700ع (89 هجری) کے آس پاس آفریقا اور اندلس کا پورا علاقہ فتح کیا تھا۔ اس وقت مراکش نام کا کوئی علاقہ موجود ہی نہیں تھا۔
اور یوسف بن تاشفین نے 1062ع (455 هجری) میں مراکش کی بنیاد رکھی تھی۔

♦ غور طلب بات یہ ہے کہ ابن قتیبہ نے الامامت والسیاست میں مراکش کی فتح موسی بن نظیر کے حوالے سے کس طرح بیان کردی، کیونکہ مراکش تو ابن قتیبہ کی وفات (276 هجری) کے ایک سو اسی 180 سال بعد معرض وجود میں آیا تھا!!!

🟣 ان حقائق سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ اہل سنت کے ابن قتیبہ کی طرف منسوب الامامت والسیاست دراصل ان کی وفات سے کئی سو سال بعد تصنیف کی گئی اور اس کا مصنف شیعہ تقیہ باز عالم تھا جو ابن قتیبہ کا ہم نام تھا یا جان بوجھ کر ایسا نام رکھا تاکہ لوگ دھوکا کھا جائیں۔
اس کے دو مقصد تھے۔ اہل سنت ابن قتیبہ کی حیثیت کا فائیدہ اٹھانا اور شیعی عقائد کو اہل سنت کتب سے ثابت کرنا۔

سید وحید کاظمی صاحب نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ
اس موضوع پر مزید تحقیق کریں گے اور پیش کئے
گئے تمام دلائل کا علمی رد پیش کریں گے۔
اگر ان کا کوئی جواب موصول ہوا تو اس کتاب کے
اگلے ایڈیشن میں ضرور شامل کیا جائے گا۔
ان شاء اللہ